سرکاری رپورٹ

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## مباحثات 2018

جمعرات،6-دسمبر 2018
(یوم الخمیس،27-ربیع الاوّل 1440ھ)

سترہویں اسمبلی: پانچواں اجلاس

جلد 5 : شمارہ 4

251

# ایجنڈا

# برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

## منعقدہ 6-دسمبر 2018

### تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

## سوالات

(محکمہ جات اوقاف و مذہبی امور اور ٹرانسپورٹ)

### نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

## توجہ دلاؤ نوٹس

## سرکاری کارروائی

### عام بحث

1- خوراک و زراعت پر بحث جاری رہے گی۔

2- بیت المال پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2012 پر بحث

ایک وزیر بیت المال پنجاب کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2012 پر بحث کے لئے تحریک پیش کریں گے۔

253

# صوبائی اسمبلی پنجاب

## سترہویں اسمبلی کا پانچواں اجلاس

## جمعرات، 6-دسمبر 2018

## (یوم الخمیس، 27-ربیع الاوّل 1440ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں دوپہر ایک بج کر 17 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر جناب پرویز الٰہی منعقد ہوا۔

---

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری خالد عثمان علوی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِo

وَمَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ
اللّٰهِ وَتَثْبِيْتًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ كَمَثَلِ جَنَّةٍۢ بِرَبْوَةٍ اَصَابَهَا وَابِلٌ
فَاٰتَتْ اُكُلَهَا ضِعْفَيْنِ ۚ فَاِنْ لَّمْ يُصِبْهَا وَابِلٌ فَطَلٌّ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا
تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۲۶۵﴾ اَيَوَدُّ اَحَدُكُمْ اَنْ تَكُوْنَ لَهٗ جَنَّةٌ مِّنْ
نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۙ لَهٗ فِيْهَا مِنْ
كُلِّ الثَّمَرٰتِ ۙ وَاَصَابَهُ الْكِبَرُ وَلَهٗ ذُرِّيَّةٌ ضُعَفَآءُ ۖ فَاَصَابَهَآ
اِعْصَارٌ فِيْهِ نَارٌ فَاحْتَرَقَتْ ۗ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمُ الْاٰيٰتِ
لَعَلَّكُمْ تَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۶۶﴾

**سورة البَقَرَة آیات 265 تا 266**

اور جو لوگ اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے اور خلوص نیت سے اپنا مال خرچ کرتے ہیں ان کی مثال ایک باغ کی سی ہے جو اونچی جگہ پر واقع ہو (جب) اس پر مینہ پڑے تو دُگنا پھل لائے۔ اور اگر مینہ نہ بھی پڑے تو خیر پھوار ہی سہی اور اللہ تمہارے کاموں کو دیکھ رہا ہے (265) بھلا تم میں کوئی یہ چاہتا ہے کہ اس کا کھجوروں اور انگوروں کا باغ ہو جس میں نہریں بہہ رہی ہوں اور اس میں اس کے لئے ہر قسم کے میوے موجود ہوں اور اسے بڑھاپا آ پکڑے اور اس کے ننھے ننھے بچے بھی ہوں تو (ناگہاں) اس باغ پر آگ کا بھرا ہوا بگولا چلے اور وہ جل (کر راکھ کا ڈھیر ہو) جائے۔ اس طرح اللہ تم سے اپنی آیتیں کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم سوچو (اور سمجھو)(266)

**وما علینا الاالبلاغo**

نعت رسولِ مقبول ﷺ جناب محمد افضل نوشاہی نے پیش کی۔

## نعت رسولِ مقبول ﷺ

جا زندگی مدینے سے جھونکے ہوا کے لا
شاید حضورؐ ہم سے خفا ہیں منا کے لا
کچھ ہم بھی اپنا چہرہ باطن سنوار لیں
ابوبکرؓ سے کچھ آئینۂ عشق و وفا کے لا
دنیا بہت ہی تنگ مسلمان پہ ہوگئی
فاروقؓ کے زمانے کے نقشے اٹھا کے لا
مغرب میں مارا مارا نہ پھر اے گدائے علم
دروازہ علیؓ سے یہ خیرات جاکے لا
باطل سے دب رہی ہے پھر امت رسولؐ کی
منظر ذرا حسینؓ سے پھر کربلا کے لا

## سوالات

(محکمہ جات اوقاف و مذہبی امور اور ٹرانسپورٹ)

### نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع کیا جاتا ہے۔آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات اوقاف و مذہبی امور اور ٹرانسپورٹ کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔پہلا سوال جناب نصیر احمد کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔

جناب مناظر حسین رانجھا:جناب سپیکر!میں ان کے behalf پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر بولیں۔

جناب مناظر حسین رانجھا:جناب سپیکر!سوال نمبر 37 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

(معزز ممبر نے جناب نصیر احمد کے ایماء پر طبع شدہ سوال دریافت کیا)

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

### بڑھتی ہوئی ماحولیاتی آلودگی کی روک تھام اور مسافر بسوں کے فٹنس سرٹیفکیٹ کی بہتری سے متعلقہ تفصیلات

*37:جناب نصیر احمد: کیاوزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ بھر میں ماحولیاتی آلودگی میں مسافر بسوں کا بڑا کردار ہے۔ان کی فٹنس سرٹیفکیٹ کے طریق کار میں بہتری کا کوئی پروگرام حکومت کے زیر غور ہے؟

(ب) روٹ پر چلنے والی بسوں کے زیر استعمال رہنے کی کم از کم یا زیادہ سے زیادہ وقت کی قانونی کتنی حد ہے اس کی وضاحت فرمائیں؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):

(الف) ہر پبلک سروس وہیکل بشمول مسافر بسوں کو موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 اور موٹر وہیکلز رولز 1969 کے تحت ہر چھ ماہ بعد فٹنس سرٹیفکیٹ لینا لازمی ہے۔ صوبہ پنجاب کے ہر ضلع میں موٹر وہیکلز ایگزامینر تعینات ہیں جو متعلقہ قوانین کے تحت کمرشل اور پبلک سروس گاڑیوں کا معائنہ کرنے کے بعد ان کو فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کرنے کے پابند ہیں۔

مزید برآں حکومت پنجاب نے موٹر وہیکلز کی فٹنس کے پرانے نظام کو out-source کرتے ہوئے سویڈش فرم M/S (OPUS) inspection pvt Ltd کے ساتھ ایک معاہدہ کیا ہے جس کے تحت یہ کمپنی پنجاب بھر میں (39) Vehicles Inspection and Certification System(VICS) سٹیشن قائم کر رہی ہے جہاں پر بین الاقوامی معیار کے مطابق جدید کمپیوٹرائزڈ مشینوں کے ذریعے گاڑیوں کو چیک کر کے فٹنس سرٹیفکیٹ جاری کئے جائیں گے۔اس سلسلے میں ابھی تک سات اضلاع بشمول لاہور، شیخوپورہ، گجرات، وہاڑی، خانیوال، ٹوبہ ٹیک سنگھ اور اٹک میں VICS نے کام شروع کر دیا ہے جبکہ 15 مزید سٹیشن مکمل ہو چکے ہیں جن کا عنقریب افتتاح کر دیا جائے گا اور باقی 14 اضلاع میں اگلے سال تک تمام VICS ورکشاپس کام شروع کر دیں گی جس سے انشاءاللہ فٹنس کے معیار میں بہت بہتری آئے گی اور ماحولیاتی آلودگی میں کمی کے علاوہ تکنیکی وجوہات پر رونما ہونے والے حادثات میں بھی نمایاں کمی ہو گی۔

(ب) محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے موٹر وہیکلز رولز 1969 میں ترمیم کر کے ان کی سڑک پر چلنے کی مدت کے حوالے سے A,B,C اور M Category میں تقسیم کیا ہے جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(i) A) کیٹیگری روٹ: اگر Stage Carriage کی مدت 15 سال تک ہو۔
(ii) B) کیٹیگری روٹ: اگر Stage Carriage کی مدت 20 سال تک ہو۔
(iii) C) کیٹیگری روٹ: اگر Stage Carriage کی مدت 25 سال تک ہو۔
(iv) M) کیٹیگری روٹ: صرف موٹروے کے لئے اس کی مدت 10 سال تک ہے۔

تاہم مفاد عامہ اور تکنیکی وجوہات کی بناء پر حکومت نے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے مندرجہ بالا تمام کیٹیگریز کو ان کی مدت سے مستثنیٰ قرار دیا ہوا ہے اور فی الحال ہر قسم کی گاڑیاں فٹنس سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر چلانے کی اجازت ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! میرا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری اشرف علی کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

**چوہدری اشرف علی:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سوال نمبر 390 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

**جناب سپیکر:** جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## پنجاب قرآن بورڈ کے قیام اور اس کے اغراض و مقاصد سے متعلقہ تفصیلات

*390: **چوہدری اشرف علی:** کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب قرآن بورڈ کا قیام کب عمل میں لایا گیا؟

(ب) پنجاب قرآن بورڈ کے ممبران و سربراہ کے نام، عہدہ و طریقہ تقرر سے آگاہ فرمائیں؟

(ج) پنجاب قرآن بورڈ کے قیام کے اغراض و مقاصد سے آگاہ فرمائیں؟

(د) قرآن پاک کے شہید اوراق کو محفوظ کرنے کے لئے حکومت اور قرآن بورڈ نے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

**وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید سعید الحسن):**

(الف) 2004 میں ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے پنجاب قرآن بورڈ کا قیام عمل میں لایا گیا۔ پھر جب اٹھارویں آئینی ترمیم کے تحت اختیارات صوبائی حکومتوں کو تفویض ہوئے تو صوبائی اسمبلی پنجاب نے "دی پنجاب ہولی قرآن (پرنٹنگ اینڈ ریکارڈنگ) ایکٹ 2011 منظور کیا۔ "دی پنجاب ہولی قرآن (پرنٹنگ اینڈ ریکارڈنگ) ایکٹ 2011 کی شق 4(1) اور "دی پنجاب ہولی قرآن (پرنٹنگ اینڈ ریکارڈنگ) رولز 2011 کے ضابطہ 7(1) کے تحت مجاز اتھارٹی کی منظوری سے پنجاب قرآن بورڈ تشکیل دیا گیا۔ فلیگ (الف) اور (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب)

(1) پنجاب قرآن بورڈ کے ممبران و سربراہ کے نام و عہدہ کی تفصیل فلیگ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(2) حکومت پنجاب کے منظور کردہ رولز کے مطابق تمام ممبران و سربراہ کی تقرری کی منظوری مجاز اتھارٹی دیتی ہے اور اس کا نوٹیفکیشن محکمہ اوقاف و مذہبی امور پنجاب کرتا ہے۔

(ج) پنجاب قرآن بورڈ کے قیام کے اغراض و مقاصد کی تفصیل فلیگ(ت)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

1) حکومت کی ہدایات کے مطابق قرآن مجید کی طباعت واشاعت اور ریکارڈنگ کے کام کو غلطیوں سے مبرا ہونے کی نگرانی کرنا۔

2) قرآن مجید کے بوسیدہ یا شہید مقدس اوراق اور دیگر مقدس اوراق کو محفوظ کرنا۔

3) قرآن محلات کا قیام عمل میں لانا۔

4) قرآن بورڈ کے وضع کردہ طریق کار اور تعداد کے مطابق قرآن مجید کی مفت تقسیم۔

(د) قرآن پاک کے شہید اوراق کو محفوظ کرنے کے لئے حکومت اور قرآن بورڈ نے اب تک درج ذیل اقدامات کئے ہیں:

1) شہید مقدس اوراق کو محفوظ کرنے کے لئے ڈویژنل سطح پر محکمہ اوقاف کے تعاون سے 9قرآن محلات قائم کئے جا چکے ہیں جن کی تفصیل فلیگ(ٹ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

2) پنجاب قرآن بورڈ کی جانب سے قرآن پاک کے شہید اور دیگر بوسیدہ مقدس اوراق کی تعظیم وتکریم کے بارے عوام الناس میں آگاہی کے لئے اخبارات میں اشتہار دیا گیا نیز اس کے بارے الیکٹرانک میڈیا پر پنجاب قرآن بورڈ کے ممبران نے بھی پروگرام کئے ہیں تفصیل فلیگ(ث)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

3) قرآن پاک کے شہید اور بوسیدہ اوراق کی زمین بردگی کے لئے گرین ایکڑ ہاؤسنگ سوسائٹی رائیونڈ روڈ لاہور میں محکمہ اوقاف کے تعاون سے چار عدد قرآن ویلز تعمیر کئے گئے ہیں ہر کنویں کی گہرائی تقریباً45فٹ، گولائی26فٹ اور دیوار کی موٹائی 16انچ ہے۔ہر کنوئیں کا فرش آر سی سی کا بنا ہوا ہے۔

4) اب تک جمع ہونے والے شہید مقدس اوراق کی لاکھوں بوریاں مدینہ فاؤنڈیشن فیصل آباد کے تعاون سے ری سائیکل کی جا چکی ہیں اور مسلسل یہ عمل جاری ہے۔

5) عوام الناس کی آگاہی کے لئے لاہور نہر کے دونوں اطراف مختلف مقامات پر شہید مقدس اوراق کے بارے ہدایات پر مشتمل سائن بورڈز نصب کئے گئے ہیں کہ لوگ شہید مقدس اوراق کو نہر کے گندے پانی میں بہانے کی بجائے پنجاب قرآن بورڈ سے رابطہ کر کے ان کے حوالے کریں تفصیل فلیگ(ج)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

6) شہید مقدس اوراق کو محفوظ کرنے کے لئے پنجاب قرآن بورڈ نے لاہور شہر کے مختلف علاقوں میں گرین بکسز نصب کروائے ہیں تفصیل فلیگ(چ)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

7) پنجاب قرآن بورڈ کے تین رضاکار بھی مختلف شہروں میں مقدس شہید اوراق کو محفوظ کرنے کے لئے شب وروز مصروف عمل ہیں۔

**جناب سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ پنجاب قرآن بورڈ کے ممبران و سربراہ کے نام، عہدہ وطریقہ تقرر سے آگاہ فرمائیں؟ اس میں طریق تقرر کی پوری وضاحت نہیں کی گئی۔ میرا سوال یہ ہے کہ جن ممبران کا تقرر کیا جاتا کیا یہ کسی اتھارٹی کی discretion ہے یا باقاعدہ ان سے درخواستیں وصول کی جاتی ہیں اور جب ان کا عرصہ پورا ہو جاتا ہے تو کیا یہ بورڈ خود بخود ہی تحلیل ہو جاتا ہے یا باقاعدہ اس کو کوئی تحلیل کرتا ہے؟

**جناب سپیکر:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر اوقاف ومذہبی امور (سید سعید الحسن):** جناب سپیکر! ذرا یہ سوال دہرا دیں۔

**جناب سپیکر:** چلیں، میں آپ کو بتا دیتا ہوں کیونکہ اسے میں نے ہی بنایا تھا۔ یہ فیصلہ ہوا تھا کہ ہم علماء کا ایک بورڈ بنائیں جس میں تمام مکاتب فکر کے علماء کی participation ہو۔ پھر وہ بورڈ بنایا گیا اور ہم ان سے فیصلے بھی لیتے تھے۔ مثال کے طور پر محرم آیا تو اس حوالے سے پوچھتے تھے۔ قرآن شریف کے اوراق ضائع ہو رہے تھے تو ہم نے قرآن ہاؤسز بنائے اور ان کو اکٹھا کرنے کے لئے ایک طریق کار طے کیا۔ ان کی recycling کے لئے فتویٰ لیا گیا اور ان اوراق کو recycle کر کے ان قرآن شریف کو بغیر ہدیے کے مدارس میں بھیجتے تھے۔ اس طرح جو بھی issues آتے تھے کیونکہ مختلف وقتوں میں مختلف issues آتے رہے ہیں اور کافی tensions بھی آتی رہی ہیں پھر وہ بورڈ تمام مکاتب فکر کے علماء کو بٹھا کر مسئلے کو حل کرتا تھا۔ یہ یکجہتی کے حوالے سے بہت اچھا کام ہوا ہے اور اس کے بہت اچھے اثرات بھی آئے۔ منسٹر صاحب! یہ اس کی تفصیل ہے باقی طریق کار کا آپ بتا دیں۔

**وزیر اوقاف ومذہبی امور (سید سعید الحسن):** جناب سپیکر! پنجاب قرآن بورڈ کا قیام دسمبر 2004 کو ایک ایگزیکٹو آرڈر کے ذریعے صوبہ پنجاب میں۔۔۔

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! آپ خود ہی بتا دیں یہ کوئی point scoring کی بات نہیں ہے۔ منسٹر صاحب کی سمجھ نہیں آ رہی۔۔۔

**جناب سپیکر:** جی، کوئی نہیں، آپ سن لیں ناں۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید سعید الحسن): جناب سپیکر! انہوں نے طریق کار پوچھا ہے تو میں اس کی وضاحت کرنے لگا ہوں۔ صوبہ پنجاب میں قرآن پاک کی معیاری طباعت، اوراق مقدسہ کی حفاظت و دیکھ بھال اور حکومت کی طرف سے باترجمہ قرآن پاک کی مستحق افراد اور اداروں میں بلامعاوضہ تقسیم کے لئے مجاز اتھارٹی کی پیشگی منظوری سے درج ذیل "پنجاب قرآن بورڈ" برائے دو سال 2004 میں تشکیل دیا گیا۔ اس کے بعد وقت کے ساتھ ساتھ پنجاب قرآن بورڈ کی توسیع ہوتی رہی اور آخری توسیع 7۔اکتوبر 2010 کو تین سال کے لئے ہوئی جب اٹھارہویں آئینی ترمیم کے تحت اختیارات صوبائی حکومتوں کو تفویض ہوئے تو صوبائی اسمبلی پنجاب نے The Punjab Holy Quran (Printing and Recording) Act 2011 منظور کیا جس کی شق 4-a کے تحت جو ایکٹ ہے

> The Government shall constitute a Quran Board comprising prominent Ulama, Huffaz and Qaris of all schools of thought amongst Muslims and the Punjab Holy Quran printing and recording Rules 2011

کے ضابطہ 7/1 کے تحت

> The government may, by notification, constitute the Quran Board comprising twenty seven members, including sixteen Ulama, Huffaz and four Qaris from each sect of muslims, four non officials members, three volunteer and president Anjuman Nashran-e-Holy Quran and seven official members Additional Secretaries Home, IC&YA and Education Departments, Additional IG Punjab, DIG Special branch, DG Religious Affairs Auqaf and the Deputy Secretary Auqaf

جناب سپیکر! مجاز اتھارٹی کی منظوری سے 22۔نومبر 2011 کو پنجاب قرآن بورڈ تشکیل دیا گیا اور اس کے ممبران چار بریلوی علماء کرام، چار دیوبندی علماء کرام، چار اہل حدیث علماء کرام اور چار اہل تشیع علماء کرام ہیں اس کے علاوہ تین رضاکار ممبران ہوتے ہیں اور سرکاری ممبران کی تعداد

سات ہوتی ہے۔ مورخہ 13-فروری 2018 کو موجود پنجاب قرآن بورڈ عرصہ تین سال کے لئے مورخہ 16-دسمبر 2017 سے 15-دسمبر 2020 تک تشکیل دیا گیا۔ پنجاب قرآن بورڈ کے ممبران کا دورانیہ تین سال ہے اور چیئرمین کا دورانیہ ایک سال کے لئے ہے۔ چیئرمین پنجاب قرآن بورڈ کا دورانیہ مورخہ 15-دسمبر 2018 کو ختم ہو رہا ہے۔ The Punjab Holy Quran (Printing and Recording) Act 2011 کے ضابطہ 6، 5 اور 7 کے تحت دی گئیں تعلیمی قابلیت کی بناء پر 16 علماء حفاظ اور قاری ممبران کا تقرر کیا جاتا ہے۔ اس میں علماء کے ممبران کی تقرری کا طریق کار یہ ہے کہ:

> The minimum qualification for Ulama to be appointed as member of the Quran Board shall be Al-Shahadat-ul-Aalmia Al-Islamia from any of Wafaq-ul-Madaris Deenia recognized at national level, having five years practical teaching experience in Iftah, oratory or religious scripts and expertise in more than one disciplines, local or foreign degree equal to or higher than Al-Shahadat-ul-Aalmia Al-Islamia in Arabic, Persian and Islamic Studies shall be considered as an additional qualification

جناب سپیکر! اس میں جو قاری اور حفاظ ہیں ان کی اہلیت کچھ اس طرح ہے کہ

> The minimum qualification for Huffaz to be appointed as member of the Quran Board shall be

**چوہدری اشرف علی:** جناب سپیکر! میرا سوال تو صرف اتنا تھا کہ ممبران کے تقرر کے لئے باقاعدہ کوئی درخواستیں لی جاتی ہیں یا یہ کسی کی صوابدید ہے؟

**جناب سپیکر:** آپ نے جتنے ضمنی سوال کرنے تھے انہوں نے سارے پڑھ دیئے۔

**چوہدری اشرف علی:** جناب سپیکر! میرے سوال کا جواب آنا چاہئے۔ اتنا پڑھ کر بھی میرے سوال کا جواب نہیں آیا۔ میرا چھوٹا سا سوال ہے کہ ان کے تقرر کے لئے درخواستیں لی جاتی ہیں یا کسی کی صوابدید ہے؟

**جناب سپیکر:** چوہدری اشرف علی! آپ مختصر سوال کرلیں۔

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! مختصر یہی ہے کہ ان کے تقرر کے لئے باقاعدہ کوئی درخواستیں لی جاتی ہیں یا کسی کی یہ صوابدید ہے؟

جناب سپیکر: ممبران کے تقرر کی درخواستیں لی جاتی ہیں یا حکومت کی صوابدید پر ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید سعید الحسن): جناب سپیکر! بالکل اس کے لئے درخواست لی جاتی ہے، پھر اس کے لئے طریق کار بنایا ہے وہ میں عرض کر رہا تھا۔ جو اس معیار پر پورا اترتا ہے پھر اس کو ممبر appoint کر دیا جاتا ہے۔

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! اس کے اغراض و مقاصد بیان کئے ہیں اور جو مجھے تفصیل دی گئی ہے اس میں یہ ہے کہ تحصیل کی سطح پر قرآن محل کا قیام، قرآن میوزیم کا قیام اور قرآن لائبریری کا قیام ہے، جو تفصیل دی گئی ہے اس میں یہ کہا گیا ہے کہ ڈویژنل سطح پر قرآن محل کا قیام عمل میں آ گیا ہے لیکن تحصیل کی سطح پر ابھی قیام عمل میں نہیں آیا، پھر قرآن میوزیم اور قرآن لائبریری کا قیام ابھی تک عمل میں نہیں آیا تو کیا منسٹر صاحب اس کا کوئی ٹائم فریم دے سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: تحصیل سطح تک نہیں آیا۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید سعید الحسن): جناب سپیکر! یہ ابھی تک تحصیل لیول تک نہیں آیا، ابھی صرف ڈویژنل لیول پر ہے۔ یہ ڈسٹرکٹ لیول بہاولپور میں چار جگہوں پر ہے۔

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! یہ کب تک اس کو تحصیل سطح پر لے کر جائیں گے؟

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے ابھی بتایا ہے کہ یہ ابھی تحصیل سطح پر نہیں آیا۔

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! کیا اس کو تحصیل سطح پر شروع کرنے کا کوئی پروگرام ہے؟

جناب سپیکر: آپ fresh question کر لیں۔ اس وقت تک رپورٹ بھی آ جائے گی۔ اگلا سوال بھی آپ کا ہی ہے لیکن یہ سوال ٹرانسپورٹ سے متعلقہ ہے۔

جناب مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں اور اس جواب میں نمبر 3 دیا ہے کہ پنجاب قرآن بورڈ کے تین رضا کار بھی مختلف شہروں میں مقدس شہید اوراق کو محفوظ کرنے کے لئے شب روز مصروف عمل ہیں تو میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ

پورے پنجاب میں تین رضاکاروں کے پاس کون سا ایسا mechanism ہے جس کی وجہ سے وہ تین رضاکار پورے پنجاب سے مقدس اور شہید اوراق کو collect کر سکتے ہیں؟

**جناب سپیکر:** ویسے ہم نے اپنے زمانے میں boxes بنائے تھے اور پتا نہیں اس کے بعد کیا ہوا۔

**جناب مناظر حسین رانجھا:** جناب سپیکر! آپ کو پتا ہو گا ہمیں تو ان سے پوچھنا ہے۔

**جناب سپیکر:** آپ کی حکومت رہی ہے ناں۔ باقی آپ کی حکومت کو آگے لے کر جانا چاہئے تھا جو آپ فرما رہے ہیں یہ چیزیں آپ کی حکومت کو دس سال میں کرنی چاہئے تھیں۔ وہ boxes بنے ہوئے ہیں۔

**جناب مناظر حسین رانجھا:** جناب سپیکر! request یہی ہے کہ ذمہ داری تو ان کی ہے۔ آپ ہمارے لئے قابل عزت اور قابل احترام ہیں۔ یہ ان کی ذمہ داری ہے ان کو پورا کرنے دیں۔

**جناب سپیکر:** چلیں! منسٹر صاحب!

**وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید سعید الحسن):** جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ اس میں صرف وہ تین ممبر ہی نہیں ہیں بلکہ اس میں باقاعدہ مدینہ فاؤنڈیشن والے رشید صاحب ہیں جو باقاعدہ اس کا کرایہ وغیرہ خرچ کرتے ہیں اور وہ مقدس اور شہید اوراق کو collect کرتے ہیں۔ ان کو ایک جگہ پر اکٹھا کیا جاتا ہے اور پھر ان کو محلول کر کے سمندر بُرد کیا جاتا ہے۔

**جناب سپیکر:** منسٹر صاحب! میں آپ کو بتاتا ہوں اور یہ آپ سب کے لئے بڑا اچھا ہو جائے گا۔ دیکھیں! ایک proper نظام بنایا گیا تھا، آپ ایک مہربانی کریں اور صرف یہ چیک کر لیں کہ کیا وہ نظام ڈسٹرکٹ لیول پر چل رہا ہے اور قائم ہے۔ ہم یہ سوال pending کر لیتے ہیں۔ اس میں بڑا فائدہ ہے دیکھیں جو اس وقت کام چل پڑا تھا، ہم نے جو پنجاب قرآن بورڈ کے تحت areas identify کئے تھے تو لوگ خود آ کر وہاں مقدس اور شہید اوراق چھوڑ جاتے تھے۔ پھر ہم نے جگہ جگہ پر green boxes بنائے تھے اور وہاں سے collection ہوتی تھی۔ اب یہ چیک کر لیں کہ جو already system تھا اس میں دس سال میں کتنی بہتری آئی ہے، کیا ہوا ہے اور کیسے اور بہتری لائی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ بڑا اہم سوال ہے۔ آپ ذرا یہ دیکھ لیں کہ ان دس سالوں میں جو پچھلی حکومت رہی ہے اس میں کیا بہتری آئی ہے اور کیا کمزوری آئی ہے۔ آپ اپنے ڈیپارٹمنٹ کو کہیں کہ وہ پورا اس کو examine کرائیں اور پھر اس کو اسمبلی میں دوبارہ take up کر لیں گے۔

**وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید سعید الحسن):** جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے آپ اس سوال کو pending کر دیں۔

**جناب سپیکر:** جی، اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال چودھری اشرف علی کا ہے۔

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 95 ہے میں نے جواب پڑھنے کی کوشش کی ہے لیکن پڑھا نہیں جا سکا لہذا میری گزارش ہے کہ منسٹر صاحب جواب پڑھ دیں۔

**جناب سپیکر:** جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! مجھ سے جواب پڑھا نہیں جا سکا لہذا منسٹر صاحب جواب پڑھ دیں۔

**جناب سپیکر:** جی، کیا فرمایا؟

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! مجھ سے جواب پڑھا نہیں جا سکا۔ اگر میں پڑھ سکتا تو جناب کو گزارش نہ کرتا۔

**جناب سپیکر:** منسٹر صاحب! پڑھ دیں۔

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! مجھ سے جواب پڑھا نہیں جا سکا۔

**جناب سپیکر:** آپ عینک تو نہیں بھول آئے؟

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):** جناب سپیکر! معزز ممبر سوال پڑھ دیں پھر میں جواب پڑھ دوں گا۔

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! میرے پاس عینک نہیں مہربانی کر کے منسٹر صاحب جواب پڑھ دیں۔

**جناب سپیکر:** سندھو صاحب! چودھری صاحب کو عینک دیں۔

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):**: جناب سپیکر! سوال پڑھا ہوا تصور نہیں کیا گیا اس لئے معزز ممبر سوال پڑھیں پھر میں جواب پڑھ کر سناتا ہوں۔

**جناب سپیکر:** جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے اس کے بعد ضمنی سوال کر لینا۔

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! میں پڑھ ہی نہیں سکا۔

جناب سپیکر: جب آپ نے لکھ کر بھیجا تھا اس وقت پڑھ کر نہیں بھیجا تھا؟

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! میری eyesight کا مسئلہ ہے، میں عینک گھر بھول آیا ہوں اس لئے مجھے صحیح طریقے سے نظر نہیں آ رہا اس وجہ سے میں نے گزارش کی ہے اور یہ رولز آف پروسیجر کے تحت ایک ایم پی اے کا prerogative بھی ہے۔

جناب سپیکر: رانجھا صاحب! آپ ان کا سوال پڑھ دیں۔

(بحکم جناب سپیکر معزز ممبر کے ایماء پر
معزز ممبر جناب مناظر حسین رانجھا نے طبع شدہ سوال پڑھا)

## گوجرانوالہ: سرکاری و غیر سرکاری بس سٹینڈ میں فراہم کردہ سہولیات سے متعلقہ تفصیلات

*95: چودھری اشرف علی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ میں اس وقت کتنے اور کس کلاس کے سرکاری و غیر سرکاری ویگن اور بس سٹینڈ قائم کئے گئے ہیں مذکورہ بس سٹینڈ کے لئے کن کن سہولیات کی فراہمی لازمی ہے؟

(ب) سرکاری و غیر سرکاری بس سٹینڈ پر مختلف گاڑیوں سے فی پھیرا کتنی اڈا فیس وصول کی جاتی ہے کیا یہ درست ہے کہ پرائیویٹ اڈا مالکان مقررہ اڈا فیس سے کئی گناہ زیادہ وصول کرتے ہیں؟

(ج) سرکاری و غیر سرکاری بس سٹینڈ پر گاڑیوں کی بروقت روانگی کے لئے کیا اہتمام کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! قبل اس کے کہ آپ جواب پڑھیں ایک delegation یہاں تشریف لایا ہے میں اسے welcome کر لوں۔ میڈم سامیہ چودھری میئر آف لندن بار آف ہنسلو اور ان کا delegation تشریف لایا ہے ہم انہیں دل کی گہرائیوں سے خوش آمدید کہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

We welcome Madam Samia Chauhdary she is the first British Pakistani Muslim lady Mayor of Hounslow.

ہم آپ کو welcome کرتے ہیں۔

Now, we take up the questions

کوئی ضمنی سوال ہے؟

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! میری استدعا ہے کہ منسٹر صاحب! جواب پڑھ دیں۔

**جناب سپیکر:** آپ کی سہولت کے لئے کہہ رہے تھے۔ جی، چودھری صاحب! جواب پڑھ دیں۔

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):**: جناب سپیکر! شکریہ۔ اس ضمن میں سیکرٹری DRTA گوجرانوالہ سے جواب طلب کیا گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

(الف) ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں مندرجہ ذیل بس / ویگن سٹینڈز قائم ہیں۔

| بی کلاس | سی کلاس | ڈی کلاس |
|---|---|---|
| 01 | 03 | 17 |

موٹر وہیکل آرڈیننس کے 256 Rule کے مطابق جملہ سٹینڈز پر مندرجہ ذیل سہولیات کی فراہمی لازمی ہے۔

1۔ مردانہ وزنانہ انتظار گاہیں۔
2۔ مردانہ وزنانہ ٹائلٹ۔
3۔ فراہمی بجلی و روشنی وغیرہ۔
4۔ تنصیب کولر برائے فراہمی ٹھنڈا اور صاف پانی۔
5۔ صفائی ستھرائی کا مناسب انتظام۔
6۔ CCTV کیمرے اور سکیورٹی کا مناسب انتظام۔
7۔ نماز پڑھنے کی جگہ۔
8۔ گاڑیوں کے لئے شیڈ کا انتظام۔
9۔ چاردیواری مع داخلی، خارجی گیٹ۔

**جناب سپیکر:** آپ جز (الف) سے کوئی ضمنی سوال تو نہیں کرنا چاہتے؟ چودھری صاحب! آپ ایک دفعہ سارا جواب پڑھ دیں۔

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):** جناب سپیکر! جی، ٹھیک ہے۔

(ب) بی کلاس اور سی کلاس سٹینڈز پر مندرجہ ذیل شرح سے اڈا فیس وصول کی جاتی ہے۔
جبکہ ڈی کلاس سٹینڈز، پرائیویٹ سٹینڈز ہوتے ہیں لہٰذا ان کی کوئی اڈا فیس نہیں ہوتی۔
نام اڈا قسم گاڑی شرح پارکنگ فیس بی کلاس اڈا گوجرانوالہ مبلغ 30 روپے فی گاڑی ہر قسم فی یوم وصول کی جارہی ہے۔

GBSوزیر آباد مبلغ 20روپے فی گاڑی ہر قسم فی یوم وصول کی جارہی ہے۔
GBSعلی پور بس / منی بس 15روپے فی گاڑی ہر قسم فی یوم۔
ویگن 10روپے فی گاڑی ہر قسم فی یوم۔
GBSنوشہرا ورکاں بس / منی بس 20روپے فی گاڑی ہر قسم فی یوم۔
ویگن 15روپے فی گاڑی ہر قسم فی یوم۔

(ج) تمام Bاور Cکلاس سٹینڈز پر "First come first go" کے اصول کے تحت گاڑیاں چلائی جاتی ہیں۔

**جناب سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! جملہ بس سٹینڈ پر جو سہولتیں ہیں منسٹر صاحب نے وہ بیان کی ہیں جبکہ میں نے کلاس وار پوچھا تھا کہ کلاس اے، بی، سی اور ڈی کے جو اڈاجات ہیں ان پر کون کون سی سہولیات ہیں لیکن انہوں نے جملہ سہولیات بتادی ہیں اب ہمیں کس طرح سے پتا چلے گا کہ یہ سہولیات اے کلاس اڈے کی ہیں بی کلاس کی ہیں سی کی ہیں یا ڈی کلاس کی ہیں؟

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):** جناب سپیکر! چونکہ ان کے پاس عینک نہیں تھی اس لئے ٹھیک سوال نہ کر سکے۔ کوئی بھی سٹینڈ ہو موٹر وہیکل ایکٹ اور ٹرانسپورٹ ایکٹ کے تحت ڈی کلاس، سی کلاس یا اے کلاس میں سے مردانہ وزنانہ ٹائلٹ منہا نہیں کیا جاسکتا وہ تمام میں ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں انہیں تفصیلاً بتادیتا ہوں کہ مردانہ و زنانہ انتظار گاہیں تینوں سٹینڈز میں سے کسی سے بھی منہا نہیں کی جاتیں وہ تینوں میں ہوتی ہیں۔

**جناب سپیکر:** چودھری صاحب! آپ یہ بتادیں کہ آپ نے جتنی facilities پڑھی ہیں یہ تمام اڈوں میں ہیں۔ بس اتنا ہی کافی ہے۔

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):** جناب سپیکر! وہ تو میں نے بتادی ہیں لیکن میں نے کہا کہ چونکہ انہوں نے پڑھا نہیں اس لئے میں سارا پڑھ کر سنادوں۔

**جناب سپیکر:** نہیں، اتنا ہی کافی ہے۔

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! منسٹر صاحب غصہ کر رہے ہیں لیکن یہ تو بہتری کا ایک پہلو ہے اور ہمیں ان ساری چیزوں کو in good faith لینا چاہئے۔ اگر یہ سہولتیں ہر کلاس کے اڈے پر

ہوتی ہیں تو پھر ان کو classify کرنے کا معیار کیا ہے؟ یعنی انہیں کس طرح سے classify کیا جاتا ہے کہ یہ چیز ہو گی تو اے کلاس ہو گا اور یہ نہیں ہو گی تو بی کلاس ہو گا۔ اگر ساری ایک جیسی ہوں گی تو پھر سارے ایک ہی کلاس کے ہوں گے۔

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):** جناب سپیکر! میرے خیال میں معزز ممبر نے وہ رولز نہیں پڑھے۔ جس اڈے کو ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن run کرتی ہے اور اس میں کسی اور کا دخل نہیں ہوتا اسے بی کلاس سٹینڈ کا لائسنس دیا جاتا ہے۔ ان کا اگلا ضمنی سوال گوجرانوالہ کے متعلق ہو سکتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ آج کل اسے کمشنر صاحب بذریعہ ایڈمنسٹریٹر administrate کر رہے ہیں جو بی کلاس اڈے کو run کر رہا ہے۔ سی کلاس اڈوں کو میونسپل کمیٹیز چلاتی ہیں۔ وہاں نوشہرہ ورکاں، علی پور چٹھہ اور وزیر آباد تین کمیٹیاں ہیں۔ ایڈمنسٹریشن وار allocation کرنے کے لئے اور ایک ذمہ داری مختص کرنے کے لئے تاکہ کسی کو جوابدہ ہوں تحصیلوں کے اڈے سی کلاس کے ہوتے ہیں اور ڈی کلاس پرائیویٹ کے لئے ہوتا ہے اس کے لئے کچھ شرائط ہوتی ہیں کہ اس کا رقبہ دو کنال سے زیادہ ہو اور باقی ساری چیزیں موجود ہوں اس کی انسپکشن بھی ہوتی ہے اور ہر سال انسپکشن کے بعد ان کی renewal ہوتی ہے اس لئے تینوں علیحدہ علیحدہ کئے گئے ہیں۔

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! بی، سی اور ڈی کلاس کا بتایا گیا ہے لیکن گوجرانوالہ پنجاب کا پانچواں بڑا شہر ہے اور پھر ڈویژنل ہیڈ کوارٹر بھی ہے لیکن وہاں پر ایک بھی اے کلاس اڈا نہیں ہے۔ اس کی کوئی وجوہات بتا سکتے ہیں کہ وہاں پر اے کلاس اڈا کیوں نہیں ہے؟

**جناب سپیکر:** معزز ممبر پوچھ رہے ہیں کہ وہاں اے کلاس اڈا نہیں ہے۔

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):** جناب سپیکر! جسے جنرل بس سٹینڈ کہتے ہیں وہ اے کلاس اڈا ہوتا ہے۔ جہاں پر اے کلاس اڈا approved نہیں ہے وہ بتا دیا گیا ہے گوجرانوالہ میں اڈا نہیں ہے چونکہ اس کی ضرورت نہیں ہو گی اس لئے وہاں اب تک اے کلاس اڈا نہیں بنایا گیا اور پچھلے دس سالوں میں بھی اس کی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! یہ فیصلہ تو وہاں کے رہنے والوں نے کرنا ہے کہ انہیں اس اڈے کی ضرورت ہے یا نہیں۔ میں گوجرانوالہ کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے مطالبہ کر رہا ہوں کہ وہاں پر اس اڈے کی ضرورت ہے۔ میں اس کی وجہ بتا رہا ہوں، logically بات کر رہا ہوں کہ

گوجرانوالہ پنجاب کا پانچواں بڑا شہر ہے اور ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے اس لئے وہاں پر اے کلاس اڈے کی ضرورت ہے۔ میں منسٹر سے اس کی وجوہات پوچھ رہا ہوں کہ وہاں پر ابھی تک اے کلاس اڈا کیوں نہیں بنایا گیا؟

**جناب سپیکر:** چودھری ظہیر الدین! آپ معزز ممبر کو اس کی وجوہات بتادیں۔

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):** جناب سپیکر! یہ اے کلاس اڈا وہاں پر قائم ہونا چاہئے تھا لیکن پچھلے دس سال کی حکومت نے گوجرانوالہ کو گوجرانوالہ ہی نہیں سمجھا اور انہوں نے اس شہر کو کوئی اہمیت ہی نہیں دی۔ جب سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے حوالے سے سوالات آئیں گے اور مجھے بذریعہ نوٹیفکیشن کہا گیا کہ اس محکمہ سے متعلق سوالات کے جوابات دیں تو پھر میں بتاؤں گا کہ گوجرانوالہ میں اتنا گند کیوں ہے؟ سابقہ حکومت نے پچھلے دس سالوں میں ٹرانسپورٹ کے حوالے سے کسی شہر میں کوئی کام نہیں کیا اور خصوصاً گوجرانوالہ شہر کو تو بالکل ہی نظر انداز کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! اب میں معزز ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ وہاں پر اے کلاس سٹینڈ کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ جس سٹینڈ پر پرائیویٹ گاڑیاں نہ ہوں بلکہ حکومت کی گاڑیاں ہوں تو اسے اے کلاس سٹینڈ کہا جاتا ہے جیسا کہ پہلے GTS ہوتی تھی۔ اس سٹینڈ سے پرائیویٹ بس نہیں چلتی چونکہ پچھلے دس سالوں میں حکومت نے کوئی گاڑی خرید کر گوجرانوالہ شہر کو نہیں دی اس لئے وہاں پر اے کلاس اڈا نہیں بن سکا۔ چودھری اشرف علی کی تجویز پر اب ہم اپنی حکومت سے درخواست کریں گے کہ گوجرانوالہ شہر میں اے کلاس اڈا قائم کرنے کے لئے فنڈز مختص کئے جائیں تاکہ معزز ممبران کو بھی گوجرانوالہ سے لاہور آنے میں آسانی ہو سکے۔

**چودھری اشرف علی:** جناب سپیکر! منسٹر صاحب نے بات کر کے خود ہی اس کی وضاحت بھی کر دی ہے کہ گوجرانوالہ شہر میں اب تک اے کلاس اڈا کیوں نہیں بن سکا۔ اس کا باعث سابقہ حکومت نہیں بلکہ کچھ اور وجوہات تھیں۔

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):** جناب سپیکر! شاید میرے معزز دوست صحیح طرح سے میری بات سُن نہیں سکے اس لئے میں دوبارہ عرض کر دیتا ہوں۔ یہ صرف بصارت کا نہیں بلکہ سماعت کا بھی معاملہ ہے۔ میں نے یہ بتایا ہے کہ اگر پچھلی حکومت گوجرنوالہ شہر کو دس یا بیس سرکاری بسیں مہیا کر دیتی تو وہاں پر گورنمنٹ ٹرانسپورٹ کے نام سے اے کلاس اڈا

قائم کیا جا سکتا تھا۔دس سال پہلے جو بچے سکول داخل ہوئے تھے اب وہ گریجویشن کر چکے ہیں۔بہر حال ہم انشاء اللہ تعالیٰ پچھلی گورنمنٹ کی bad doingsکو دُور کریں گے۔شکریہ

**جناب سپیکر:** چودھری اشرف علی!اب امید ہے کہ آپ کی تسلی ہو گئی ہو گی۔

**جناب محمد معاویہ:** جناب سپیکر!سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ کتنے سرکاری اور غیر سرکاری اڈے ہیں؟ ہمارے ضلع جھنگ میں 42کے قریب غیر سرکاری اور غیر قانونی اڈے قائم ہیں جو کہ مختلف پٹرول پمپس اور ایک ایک کنال یا دس دس مرلے کے پلاٹوں پر قائم ہیں۔وہ انسانی جانوں کے زیاں کا سبب بن رہے ہیں۔کیا ایسے غیر قانونی اڈوں کو ختم کرنے کا حکومت کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):** جناب سپیکر!آپ نے اپنے دور حکومت میں ایک ٹرانسپورٹ کمیٹی بنائی تھی۔اس سے پہلے واقعی فٹ پاتھوں پر یا ایک دکان کے اندر بھی غیر قانونی اڈے چلتے تھے۔اس کمیٹی کے ممبران میں گل حمید روکڑی اور رانا شمشاد بھی شامل تھے۔اس کمیٹی نے اپنی سفارشات دی تھیں کہ ضلع میں چار کنال اور تحصیل میں دو کنال رقبہ پر اڈا قائم ہو گا اور اس سے کم زمین پر اڈا قائم نہیں کیا جا سکے گا اس کے لئے یہ بھی شرط رکھی گئی تھی کہ جس کے نام کا لائسنس لینا مقصود ہو وہ کرایہ کی زمین لے کر اڈا قائم نہیں کر سکتا بلکہ اس کے اپنے نام پر زمین کی رجسٹری ہونی چاہئے۔یہ قانون موجود ہے۔اگر کوئی غیر قانونی اڈے چل رہے ہیں تو معزز ممبر ہمیں ان کی نشاندہی فرما دیں انشاء اللہ تعالیٰ وہ بند کروا دیئے جائیں گے۔

**جناب محمد معاویہ:** جناب سپیکر!میں ان غیر قانونی اڈوں کی نشاندہی چیئرمین ٹرانسپورٹ کو کر چکا ہوں۔اس کے علاوہ میں نے وزیر ٹرانسپورٹ سے بھی ان غیر قانونی اڈوں کو ختم کرنے کے حوالے سے درخواست کی تھی لیکن وہ آج کسی مصروفیت کی وجہ سے تشریف نہیں لا سکے۔ہمارے ضلع جھنگ میں 42کے قریب غیر قانونی اڈے چل رہے ہیں جو کہ انسانی جانوں کے زیاں کا سبب بن رہے ہیں۔

**جناب سپیکر:** جناب محمد معاویہ!آپ ان غیر قانونی اڈوں کی فہرست چودھری ظہیر الدین کو دے دیں یہ انشاء اللہ ان کو بند کروانے کے لئے کارروائی کروائیں گے۔

**جناب محمد معاویہ:** جناب سپیکر!جی،بہتر ہے۔

**جناب محمد ارشد ملک:** جناب سپیکر!میں یہ گزارش کروں گا کہ ضلع ساہیوال میں بھی دس دس یا بارہ بارہ مرلے پر اڈے چل رہے ہیں لہٰذا ان کو بھی ختم کروایا جائے۔

**جناب سپیکر:** آپ بھی چودھری ظہیر الدین کو ان کی فہرست دے دیں۔ اگلا سوال جناب محمد طاہر پرویز کا ہے۔

**جناب محمد صفدر شاکر:** جناب سپیکر! سوال نمبر 522 ہے۔

**جناب سپیکر:** جناب محمد صفدر شاکر! اس سوال کا تو جواب ہی موصول نہیں ہوا للذا اس سوال کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال جناب نصیر احمد کا ہے۔ جی، سوال نمبر بولیں۔

**جناب اعجاز احمد:** جناب سپیکر سوال نمبر 118 ہے، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔ (معزز ممبر نے جناب نصیر احمد کے ایماء پر طبع شُدہ سوال دریافت کیا)

**جناب سپیکر:** جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

## صوبہ کے بڑے شہروں میں میٹرو طرز کے منصوبے بنانے سے متعلق تفصیلات

*118: **جناب نصیر احمد:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا حکومت کا صوبہ پنجاب کے بڑے بڑے شہروں میں میٹرو طرز کے منصوبے چلانے کا کوئی پروگرام ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو وضاحت کریں؟

**جناب اعجاز احمد:** جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ منسٹر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

**جناب سپیکر:** چودھری ظہیر الدین! آپ اس سوال کا جواب پڑھ دیں۔

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین)**

(الف) پنجاب کے تین بڑے شہروں لاہور، راولپنڈی اور ملتان میں میٹرو سروس چل رہی ہے۔ مزید کسی بڑے شہر میں حکومت کا میٹرو بس سروس چلانے کا کوئی منصوبہ فی الحال زیر غور نہیں ہے۔

(ب) جز (ب) کے جواب کی ضرورت نہ ہے۔

**جناب سپیکر:** کوئی ضمنی سوال ہے؟

**جناب اعجاز احمد:** جناب سپیکر! کیا موجودہ حکومت میٹرو کے علاوہ پبلک ٹرانسپورٹ کی سہولت دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین) جناب سپیکر! ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں اس کا جواب دوں گا۔ معزز ممبر نے موجودہ حکومت کو مخاطب کیا ہے تو میں عرض کروں گا کہ موجودہ حکومت پبلک ٹرانسپورٹ کو سبسڈی کے بغیر پورے صوبے میں چلانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ پچھلی حکومت نے میٹرو کے تین پراجیکٹس چلا کر ان کو سبسڈائز کیا ہے۔ ان منصوبوں کو سبسڈی دینے کے لئے ایجوکیشن اور شعبہ صحت کے پیسے بھی خرچ کر دیئے گئے جس کی وجہ سے مریضوں کو ہسپتالوں میں ادویات میسر نہ ہو سکیں۔ اب ہم صوبے میں پبلک ٹرانسپورٹ چلائیں گے لیکن وہ without سبسڈی ہو گی۔ وہ self-financing کی بنیاد پر چلائی جائے گی اور متعلقہ کمپنی یا اتھارٹی سارے اخراجات خود برداشت کرے گی۔ عوام کو سبسڈی کے بغیر ہر شہر میں ٹرانسپورٹ کی سہولت مہیا کی جائے گی۔

جناب محمد ارشد ملک: جناب سپیکر! پنجاب کے تین شہروں لاہور، راولپنڈی اور ملتان میں میٹرو بس سروس چل رہی ہے۔ پچھلی حکومت میں اس کا کرایہ کیا تھا اور اب مسافروں سے کیا کرایہ وصول کیا جا رہا ہے، علاوہ ازیں یہ بھی بتا دیں کہ پہلے اس میٹرو بس سروس پر کتنے مسافر سفر کرتے تھے اور اب جب سے نیا پاکستان بنا ہے تو کتنے مسافر روزانہ کی بنیاد پر اس پر سفر کر رہے ہیں؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین) جناب سپیکر! میٹرو بس سروس کا کرایہ تھوڑا سا بڑھایا گیا ہے اور وہ اس لئے بڑھایا گیا ہے کیونکہ مزید سبسڈی مانگی جا رہی تھی تاکہ ہسپتالوں میں بالکل ادویات میسر نہ ہو سکیں۔ اس سوال میں figures involves ہیں۔ اس کے بعد یہ ضمنی سوال بھی کیا جا سکے گا کہ جو مسافر میٹرو بس سروس پر سفر کرتے ہیں اس میں سے ماسی اور بھانجے کتنے ہیں، اسی طرح سفر کرنے والوں کے رشتے بھی پوچھے جائیں گے۔ یہ figures کا معاملہ اگر معزز ممبر اس کا جواب چاہتے ہیں تو پھر fresh question دے دیں۔

جناب سپیکر: آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ اس کے لئے معزز ممبر fresh question دے دیں۔ چودھری ظہیر الدین! ملتان سے تعلق رکھنے والے معزز ممبران کہتے تھے بلکہ ہاتھ جوڑتے تھے کہ ہمیں ملتان میں میٹرو بس سروس نہیں چاہئے اور آج بھی ملتان میں میٹرو بس سروس کی بسیں خالی جا رہی ہیں۔ آپ چیک کر کے بتائیں کہ اس پر کتنی سبسڈی دی جا رہی ہے؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین) جناب سپیکر! یہ درست ہے کہ ملتان میں زبردستی میٹرو بنائی گئی تھی۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیرالدین! آپ اس کا تفصیل کے ساتھ جواب دیں اور ہاؤس میں مکمل data فراہم کریں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہاں پر کیا ہوا ہے اور کتنی سبسڈی دی جا رہی ہے؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن وٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! چائنا میں اس حوالے سے جو چرچے ہیں میں اس کی تفصیل بھی یہاں پیش کر دوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ راحیلہ نعیم کا ہے۔ جی، محترمہ!

محترمہ راحیلہ نعیم: جناب سپیکر! سوال نمبر 547 ہے اس سوال کا جواب تو نہیں آیا لیکن اگر اجازت دیں تو میں اس سوال کے اوپر تھوڑی سی بات کر لوں۔

جناب سپیکر: نہیں۔ اگلے اجلاس میں جب اس سوال کا جواب آ جائے گا تو پھر اس سوال کو discuss کر لیں گے۔ اس سوال کو اگلے اجلاس تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ منسٹر صاحب! اگلے اجلاس میں محترمہ کے سوال کے جواب کو ensure کرائیں۔

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید سعید الحسن): جناب سپیکر! انشاء اللہ اگلے اجلاس میں اس سوال کا جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محترمہ عظمیٰ کاردار کا ہے۔

محترمہ عظمیٰ کاردار: جناب سپیکر! میرے بھی سوال کا جواب غالباً موصول نہیں ہوا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا سوال پڑھ لوں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ ایل ڈی اے میں جو آگ لگی تھی میرا سوال اُس کی نذر ہو گیا ہو؟

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ کے سوال کا جواب آئے گا۔ منسٹر صاحب! محترمہ عظمیٰ کاردار کے سوال نمبر 307 اور 324 کا جواب نہیں آیا تو next session میں ان کا جواب definitely آنا چاہئے۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ next session میں یہ جواب آ جائے گا لیکن اس سوال کا جواب نہ آنے کی وجہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں کہ یہ matter سپریم کورٹ میں sub judice ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں یہ معاملہ سپریم کورٹ میں ہے لیکن پھر بھی آپ اس سوال کے جواب کی تیاری تو کر لیں۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین): جناب سپیکر! ٹھیک ہے اگلے اجلاس میں اس کا جواب آ جائے گا۔

جناب سپیکر: سوالات ختم ہوئے۔

## غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

### گوجرانوالہ میں چنگ چی رکشا کے اڈے اور ان کے خلاف کی گئی کارروائی سے متعلقہ تفصیلات

42: چودھری اشرف علی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ میں چنگ چی رکشا کے سرکاری سٹینڈ کہاں کہاں پر قائم کئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چنگ چی موٹر سائیکل رکشا کے ڈرائیور حضرات نے مختلف مقامات پر ازخود اپنے سٹینڈ قائم کر رکھے ہیں جس سے ٹریفک کے فلو میں شدید رکاوٹ پڑتی ہے؟

(ج) حکومت نے صوبہ بھر میں چنگ چی موٹر سائیکل رکشا کے لئے مؤثر قانون سازی، کارروائی، چیکنگ، اڈوں کا قیام اور ڈرائیور کا معیار وغیرہ کے لئے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):

(الف) اس ضمن میں سیکرٹری DRTA گوجرانوالہ سے جواب طلب کیا گیا جس کی تفصیل درج ذیل ہے:

ضلع گوجرانوالہ کی حدود میں DRTA گوجرانوالہ نے کوئی چنگ چی رکشا سٹینڈ قائم نہ کئے ہیں۔

(ب) گوجرانوالہ میں موٹر سائیکل رکشا کے ڈرائیور حضرات نے کوئی مخصوص اڈا قائم نہ کیا ہے البتہ سڑک کے کنارے سواریاں اٹھانے کے لئے کھڑی کی جانے والی چاند گاڑیوں کے خلاف ٹریفک پولیس گوجرانوالہ اور DRTA کا فیلڈ سٹاف روزانہ کی بنیاد پر کارروائی کرتا ہے اور ٹریفک کے بہاؤ کو بہتر بنانے کے لئے کوشاں ہے۔

(ج) محکمہ ٹرانسپورٹ حکومت پنجاب نے موٹر وہیکلز رولز 1969 کی زیر دفعہ A-197 کے تحت اور محکمہ انجینئرنگ ڈویلپمنٹ بورڈ (EDB) اور پاکستان سٹینڈرڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی (PSQCA) سے منظور شدہ سات کمپنیوں کو موٹر سائیکل رکشا بنانے کے لئے لائسنس کا اجراء کر رکھا ہے جس کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
مزید برآں اس سلسلے میں سپریم کورٹ آف پاکستان کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے تمام DRTAs کو بھی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں کہ وہ اپنے اپنے اضلاع میں موٹر سائیکل رکشوں کے لئے specified zones بنائیں اور معیار پر پورا اترنے والے موٹر سائیکل رکشوں کو ان زون میں چلنے کے لئے روٹ پرمٹ اور فٹنس جاری کریں۔
اس کے علاوہ تمام غیر قانونی رکشوں کے خلاف ہائی وے پولیس، ٹریفک پولیس اور DRTAs کا فیلڈ سٹاف روزانہ کی بنیاد پر کارروائی کر رہا ہے۔

## چنگ چی رکشا کے روٹ پرمٹ اور ہائی ویز پر چلانے کے خلاف پابندی لگانے سے متعلقہ تفصیلات

43: چودھری اشرف علی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا دیگر گاڑیوں کی طرح چنگ چی رکشا چلانے کے لئے ڈرائیونگ لائسنس اور روٹ پرمٹ حاصل کرنا لازمی ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چنگ چی رکشا چلانے والے اکثر ڈرائیور انڈر ایج ہوتے ہیں ان کے پاس ڈرائیونگ لائسنس اور روٹ پرمٹ نہیں ہوتے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چنگ چی رکشا چھوٹی سڑکوں کے ساتھ ساتھ ہائی وے کی ملکیت بڑی بڑی سڑکوں پر بھی چل رہے ہیں جس کی وجہ سے اکثر جان لیوا حادثات رونما ہو رہے ہیں؟

(د) کیا حکومت چنگ چی رکشا کو ہائی ویز پر چلانے پر پابندی لگانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):

(الف) جی ہاں! ہر قسم کی پبلک سروس وہیکل بشمول چنگ چی رکشا کو چلانے کے لئے ڈرائیونگ لائسنس اور روٹ پرمٹ حاصل کرنا لازمی ہے۔

(ب) حکومتی سطح پر اس قسم کی بے قاعدگیوں کو روکنے کے لئے ٹریفک پولیس اورDRTAکا فیلڈ سٹاف روزانہ کی بنیاد پر چیکنگ کرتا رہتا ہے اور ایسے ڈرائیوروں کو موٹر وہیکل رولز کے تحتprosecuteکیا جاتا ہے۔

(ج) چنگ چی رکشوں کو متعلقہ ضلع کیDRTAعلاقہ کی مناسبت سے مخصوص روٹ پر چلنے کی اجازت دیتی ہے اور ان موٹر سائیکل رکشوں کے لئے تمام بڑی شاہراہوں اور ہائی ویز وغیرہ پر چلنے پر پابندی ہے۔ کسی بھی قسم کی خلاف ورزی کی صورت میں ملکی قوانین کے مطابق نیشنل ہائی ویز اتھارٹی اور ٹریفک پولیس کا عملہ ہر قسم کی ٹرانسپورٹ خواہ وہ موٹر سائیکل رکشا ہو یا کوئی دوسری ٹرانسپورٹ ہو، کے خلاف کارروائی کر سکتے ہیں۔

(د) چنگ چی رکشوں کے ہائی ویز پر چلانے کی پہلے ہی پابندی ہے صرف تمام متعلقہ ٹریفک چیکنگ ایجنسیوں کو اسے مؤثر انداز سےimplementکرنے کی ضرورت ہے۔

## محکمہ اوقاف کی ملکیتی جگہ پر دینی درسگاہیں بنانے سے متعلقہ تفصیلات

81: جناب نصیر احمد: کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ اوقاف نے اپنی کسی بھی ملکیتی جگہ پر کوئی دینی درس گاہ بنائی ہے یا بنانے کا منصوبہ ہے؟

(ب) کیا محکمہ اوقاف کے زیر استعمال جگہوں پر تعلیمی درس گاہوں کے بنانے کی اجازت ہے یا نہیں؟

**وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید سعید الحسن):**

(الف) محکمہ اوقاف کے زیر تحویل مساجد / مزارات پر72مدارس قائم ہیں۔ جن میں اہم ترین مدرسہ "جامعہ ہجویریہ" داتا دربار میں قائم ہے، جہاں480طلباء قرآن و حدیث کے علوم سے مستفید ہو رہے ہیں۔

(ب) وقف قوانین کے تحت محکمہ کے زیرِانتظام والنصرام وقف رقبہ جات بذریعہ نیلامِ عام ہی پٹہ داری / کرایہ داری پر دیئے جاتے ہیں۔ ماہوار کرایہ داری پر حاصل کردہ پٹہ جات پر تعلیمی درسگاہوں کی تعمیر پر محکمہ کی طرف سے کسی قسم کی ممانعت نہ ہے۔

## محکمہ ٹرانسپورٹ کی جانب سے وصول کردہ گارنٹی فیس
## اور حادثات سے متعلقہ تفصیلات

114: چودھری اشرف علی: کیا وزیر ٹرانسپورٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ٹرانسپورٹ سے بسوں/ویگنوں کے روٹ پرمٹ حاصل کرنے کے لئے مالکان کو اپنی گاڑیوں کی سیٹوں کے مطابق فی سیٹ 2 لاکھ پچاس ہزار روپے کے حساب سے قانوناً گارنٹی جمع کرانا ہوتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بس/ویگن مالکان ٹرانسپورٹ معاوضہ سوسائٹی یا انشورنس کمپنیوں سے گارنٹی حاصل کرکے محکمہ ٹرانسپورٹ میں جمع کرواکر روٹ پرمٹ حاصل کرتے ہیں؟

(ج) اگر درج بالا جز درست ہیں تو گوجرانوالہ DRTA سے روٹ پرمٹ حاصل کرنے والی کون سی بسوں اور ویگنوں کو جنوری 2017 سے آج تک حادثات پیش آئے؟

(د) جن بسوں/ویگنوں کو جنوری 2017 سے آج تک حادثات پیش آئے ان میں ہلاک یا زخمی ہونیوالے کتنے مسافروں کو معاوضہ ادا کیا گیا؟

(ہ) کن کن بسوں/ویگنوں کے مالکان نے ہلاک یا زخمی ہونیوالے مسافروں کو معاوضہ ادا نہیں کیا اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی؟

(و) ٹرانسپورٹ معاوضہ سوسائٹی کن کن افراد پر مشتمل ہوتی ہے اور یہ کس لیول پر کام کرتی ہے؟

وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):

(الف) یہ درست ہے کہ روٹ پرمٹ کے حصول کے لئے بسوں/ویگنوں کے مالکان کو موٹر وہیکلز آرڈیننس 1965 کے سیکشن 49 سب سیکشن (2) کے تحت ان انشورنس کمپنیوں سے جو کہ (SECP) سکیورٹی ایکسچینج کمیشن آف پاکستان سے منظور شدہ ہیں، سے اپنی گاڑیوں کے لئے فی سیٹ 2 لاکھ پچاس ہزار روپے کے حساب سے انشورنس گارنٹی جمع کروانی لازم ہے۔

(ب) درست ہے، جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ بسوں / ویگنوں کے مالکان کو روٹ پرمٹ کے حصول کے لئے اپنی گاڑیوں کے لئے پیسنجر گارنٹی روٹ درخواست کے ساتھ منسلک کرنا لازمی ہے جس کے بغیر روٹ پرمٹ جاری ہی نہیں کیا جاتا۔

(ج) سیکرٹری DRTA گوجرانوالہ کے دفتری ریکارڈ کے مطابق مورخہ 01.01.2017 سے لے کر مورخہ 15.10.2018 تک گوجرانوالہ میں کل چار گاڑیوں کے fatal حادثات رپورٹ ہوئے ہیں۔

(د) موٹر وہیکلز رولز 1969 کے رول (B-64) کے مطابق کسی بھی پبلک سروس گاڑی کے حادثے کی صورت میں وفات پانے والے مسافروں کے ورثا کو معاوضہ کے لئے متعلقہ سیکرٹری DRTA کے دفتر میں درخواست دینا ضروری ہے۔ چونکہ ان چاروں حادثات میں وفات پانے والوں کے ورثا نے کوئی کلیم دفتر ہذا میں جمع نہیں کروایا اس لئے کوئی معاوضہ ادا نہ کیا گیا ہے۔

(ہ) جیسا کہ جز (د) میں بیان کیا گیا ہے کہ ان حادثات میں زخمی اور وفات پانے والے افراد کے ورثا میں سے کسی نے بھی کلیم لینے کے لئے کلیم ٹربیونل میں درخواست دائر نہ کی ہے۔ درخواست برائے معاوضہ وصول ہونے پر قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

(و) موٹر وہیکلز رولز 1969 کے Rule-64 کے مطابق ٹرانسپورٹ معاوضہ سوسائٹی کا کلیم ٹربیونل متعلقہ سیکرٹری DRTA ہوتا ہے اور ٹربیونل ڈسٹرکٹ لیول پر کام کرتا ہے۔

## لاہور: حضرت داتا گنج بخش دربار پر جوتوں کی رکھوالی کی اجرت اور ٹھیکہ سے متعلقہ تفصیلات

118: محترمہ کنول پرویز چودھری: کیا وزیر اوقاف و مذہبی امور از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہور جوتوں کی حفاظت کے لئے عرصہ کئی سالوں سے فی جوڑا اجرت 2 روپے مقرر تھی جو کہ بڑھا کر 10 روپے کر دی گئی ہے

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز اس کے ذمہ داران کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

**وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید سعید الحسن):**

(الف) یہ درست ہے کہ لاہور دربار حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہور جوتوں کی حفاظت کے لئے مورخہ 2۔ مئی 2017 تک فی جوڑا اجرت -/2 روپے مقرر تھی جو کہ بڑھا کر مورخہ 3۔ مئی 2017 سے مبلغ -/10 روپے کر دی گئی۔

(ب) وطن عزیز میں مہنگائی کی صورتحال اور محکمانہ پالیسی کے مطابق ٹھیکہ حفاظت پاپوش میں اضافہ اور ٹھیکہ جات پر 15 فیصد انکم ٹیکس لاگو ہونے کی وجہ سے ٹھیکیداران کو حفاظت پاپوش کی اجرت -/2 روپے فی جوڑا وصول کرنے کی صورت میں ادا شدہ رقم کے محاذ نقصان ہو رہا تھا لہذا مجاز اتھارٹی نے اپنے اختیارات کو بروئے کار لاتے ہوئے بذریعہ مراسلہ نمبر پی اے/ڈی ای/اوقاف/2017 مورخہ 3۔ مئی 2017 یہ اجرت -/10 روپے فی جوڑا مقرر کر دی۔

## لاہور: اورنج لائن ٹرین پر کام بند ہونے سے متعلقہ تفصیلات

**125: محترمہ حنا پرویز بٹ:** کیا وزیر ٹرانسپورٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا درست ہے کہ گزشتہ تین ماہ سے اورنج لائن ٹرین کا کام بند پڑا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کی جانب سے فنڈز جاری نہیں کئے گئے؟

(ج) اورنج لائن ٹرین پر کام کی رفتار کی موجودہ صورتحال اور کام کی بندش کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے؟

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):**

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ اورنج لائن ٹرین منصوبہ پر کام جاری ہے۔

(ب) China Exim Bank Loan سے اورنج لائن ٹرین پراجیکٹ کو فنڈز کی ادائیگی باقاعدگی سے ہو رہی ہے۔ علاوہ ازیں، لوکل فنڈز کی تفصیل و معلومات کے لئے لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی (LDA) سے حاصل کریں۔

(ج) Hon,ble Supreme Court of Pakistan کے حکم کے مطابق اورنج لائن ٹرین منصوبہ 30۔ جولائی 2019 تک مکمل کر لیا جائے گا۔

## پوائنٹ آف آرڈر

**جناب محمد وارث شاد:** جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب سپیکر:** جی، جناب محمد وارث شاد!

## تجاوزات کی آڑ میں قبضہ میں لی گئی فصلوں کو واپس کرنے کا مطالبہ

**جناب محمد وارث شاد:** جناب سپیکر! میں نے انتہائی اہمیت کی حامل ایک بات کرنی ہے۔ قبضہ مافیا کے خلاف آج کل ایک مہم چل رہی ہے یہ مہم بہت اچھی ہے اور یہ سپریم کورٹ کا آرڈر تھا۔ ہمارے جنوبی پنجاب کے کچھ اضلاع جن میں میانوالی اور خوشاب بھی attached ہیں وہ سارے اضلاع colonial ہیں۔ وہاں بہت زیادہ colony land ہے وہاں 2010 اور اُس سے پہلے بھی کئی سکیمیں چلتی رہیں۔ یک سالہ پٹہ، دو سالہ پٹہ اور پانچ سالہ پٹہ تو جو پٹہ دار تھے اُن میں سے کسی کا پٹہ 14 تاریخ کو، کسی کا پٹہ 15 تاریخ کو اور کسی کا پٹہ 17 تاریخ کو expire ہو گیا۔ وہ لوگ ناجائز قابض نہیں تھے اُن لوگوں نے ایک سسٹم کے تحت زمینیں آباد کر کے اپنی فصلیں کاشت کر رہے تھے۔ یہاں پر چونکہ پچھلے دس سال کا ایک ماحول بنا ہوا ہے تو میں چودھری ظہیر الدین سے معذرت کروں گا کہ اب پچھلے دس سال کو چھوڑیں اور ہم دیکھیں کہ اب کیا ہے؟ اُن پٹہ داروں کی ساری فصلیں confiscate کر لی گئی ہیں۔ وہ بے چارہ کسان آٹھ ایکڑ یا دس ایکڑ زمین کا پٹہ لے کر بیٹھا تھا اور وہ اپنے پٹے کی renewal کرانا چاہتا تھا لیکن وہ غریب کدھر جائے جس کی پکی ہوئی فصل حکومت نے لے لی ہے۔ وہاں کہا جا رہا ہے کہ یہ قبضہ مافیا کے خلاف مہم چل رہی ہے۔ وہ غریب لوگ ہیں اور پٹہ دار ہیں۔ قبضہ مافیا تو ابھی تک بھی بچے بیٹھے ہیں اگر آپ پوچھیں گے تو میں خود name out کر سکتا ہوں کہ کئی قبضہ مافیا پر ابھی تک ہاتھ نہیں ڈالا گیا تو میں آپ کے توسط سے حکومت کو آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ colonial districts میں صوبہ پنجاب کی جو land retrieve کی گئی ہے وہ land بعد میں آپ renew کریں، نہ کریں یا جو مرضی کریں لیکن کم از کم اُن غریب لوگوں کی پکی فصلیں جیسے کماد، گوارا وغیرہ ہے وہ اُن کو واپس کر دیں۔ بہت شکریہ

**جناب سپیکر:** دیکھیں، اس طرح کی کچھ رپورٹس حقیقتاً آ رہی ہیں تو یہ بڑا ضروری ہے کیونکہ کسی سے زیادتی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ بات بھی ٹھیک ہے کہ encroachment والا issue genuine ہے لیکن اس کی آڑ میں کسی سے ظلم اور زیادتی نہ ہو اور جیسے معزز ممبر نے کہا تو یہ بات

بھی صحیح ہے کہ اگر کوئی ایسی زمینیں ہیں جو پٹہ پر ہیں جن پر لوگوں نے خود محنت بھی کی ہے اور سارا خرچہ بھی کیا ہے تو کھڑی فصل کو اس طرح سے بلڈوز کر دینا ویسے بھی زیادتی ہے تو اس چیز کو ضرور ensure کیا جائے۔

وزیر جنگلات، جنگلی حیات و ماہی پروری (جناب محمد سبطین خان): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے اس مسئلے پر تھوڑی سی بات کرنا چاہتا ہوں۔ ہمارے معزز ممبر جناب محمد وارث شاد جو فرمارہے ہیں میرے علم میں بھی یہ بات آئی ہے کیونکہ ہماری بھی وہی belt بنتی ہے۔ اس belt میں تھر ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی بھی کچھ زمینیں تھیں اور آپ کو بھی پتا ہے کہ ان ساری زمینوں کا custodian بورڈ آف ریونیو پنجاب ہے۔ پرسوں میرے علم میں یہ بات آئی تو میں نے سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو سے ذاتی طور پر خود بات کی، سیکرٹری کالونیز سے بات کی اور دونوں ڈویژنل ہیڈکوارٹرز کے کمشنرز صاحبان سے بات کی اور معزز ممبر کے ساتھ میرا بالکل اتفاق ہے۔ ناجائز قبضہ اور چیز ہے لیکن سال یا چھ مہینے پہلے جس کی لیز یا پٹہ کی مدت ختم ہو گئی ہے تو بورڈ آف ریونیو اُن کی cancellation نہیں کر رہا بلکہ اُس کو دوبارہ review کر رہا ہے۔ بورڈ آف ریونیو جن کی لیز کینسل کرے گا اُس پر تو وہ ناجائز قابض تصور ہوں گے لیکن جن کی لیز کینسل نہیں ہو گی تو ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ اُن کو بیدخل نہ کیا جائے کیونکہ زمیندار پہلے ہی پریشان حال ہیں تو ہم اُن کی پریشانیوں میں مزید اضافہ نہیں کرنا چاہتے اور جو پٹے expire ہو چکے ہیں وہ انشاء اللہ regularize ہو جائیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جناب محمد سبطین خان! حکومت اس چیز کو بھی ensure کرے کہ فرض کریں کسی شخص کے پاس کچھ سالوں سے پنجاب حکومت کی زمین تھی اُس شخص نے اُس زمین کو develop کیا ہے بے شک اُس شخص کا وہ right نہ بنتا ہو لیکن اس وقت اُس شخص کی جو فصل کھڑی ہے وہ فصل اُس شخص کو ملنی چاہئے۔

وزیر جنگلات و جنگلی حیات اور ماہی پروری (جناب محمد سبطین خان): جناب سپیکر! انشاء اللہ ایسے ہی ہو گا۔

وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):: جناب سپیکر! معزز ممبر جناب محمد وارث شاد نے جو فرمایا اُس حوالے سے میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چھوٹے کسانوں کے ساتھ جو ہو رہا ہے وہ بڑی زیادتی ہے۔ صوبہ پنجاب کے اندر تونسہ بیراج، ہیڈ اسلام، ہیڈ بلوکی اور ان کے

علاوہ جتنے بھی ہیڈاور بیراج ہیں وہاں پر ہزار ہا ایکڑ ایسی زمین ہے جس کا کوئی حساب کتاب نہیں تھا۔ اس agitation کی آڑ میں اتنے بڑے بڑے ناجائز قبضوں پر پھر حرف آئے گا۔ یہ سارا کام SMBR کا ہے جو بہت slow چل رہا ہے۔ SMBR سے کہا جائے کہ یہ اُن کا کام ہے لہٰذا اس کو فوری طور پر نمٹایا جائے لیکن SMBR کی movement slow ہے۔

جناب سپیکر: سینئر ممبر ریونیو بورڈ بہت اچھے ہیں وہ انشاء اللہ یہ کام ضرور کریں گے لیکن یہ تو حکومت کا کام ہے۔ جی، جناب سعید اکبر خان!

جناب سعید اکبر خان: جناب سپیکر! آپ نے جو فرمایا میں یہی بات کرنا چاہتا تھا۔ معزز ممبر نے بہترین point raise کیا اور آپ نے بڑے اچھے انداز میں اس کو take up کیا۔ جس طرح جناب محمد سبطین خان نے فرمایا کہ بورڈ آف ریونیو review کر رہا ہے تو بورڈ آف ریونیو جب review کرے گا اُس پر جو ایکشن ہوگا وہ ایکشن تب ہوگا۔ جن غریب کاشتکاروں کی فصلوں کو محکمہ مال نے اپنی custody میں لیا ہے اور آپ میری بات سُن کر حیران ہوں گے کہ محکمہ مال نے وہاں پر کھڑی فصلوں پر ٹریکٹر چلا کر تلف کر دیا۔ ابھی میرے دوست جو پٹے کی بات کر رہے ہیں تو پٹہ زیادہ سے زیادہ ساڑھے بارہ ایکڑ تک ہوتا ہے تو آپ سوچیں کہ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین تک کوئی قبضہ مافیا تو نہیں لے گا۔ غریب آدمی جو landless ہے اُس کو وہ پٹہ ملتا ہے تو ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ نے حکومت کو بہترین انداز میں direction دی ہے۔ یہی direction حکومت اپنے محکموں کو دے کہ جن غریب کسانوں کی فصلوں کو custody میں لیا گیا ہے وہ فصلیں فوری طور پر واپس کی جائیں تاکہ وہ اپنی فصلیں اُٹھائیں اور جن کسانوں کی فصلوں کو تلف کر دیا گیا ہے تو پتا نہیں اُن غریبوں کا کیا بنے گا۔ جہاں تک encroachment کی بات ہے تو اُس پر سپریم کورٹ کے آرڈر ہیں اُس میں تو حکومت کچھ نہیں کر سکتی لیکن سپریم کورٹ کے آرڈرز کی آڑ میں عام آدمی کے ساتھ زیادتی نہیں ہونی چاہئے بلکہ اُن غریب کسانوں کے پٹوں کی تجدید کرنے کا حکم دیں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! آپ غریب کسانوں کی فصلیں واپس کروانے کو ensure کرائیں اور پورے ہاؤس کے sentiment کو چیف منسٹر کو convey بھی کریں اور اس معاملے کو خود take up کریں کہ کسی غریب کی پکی ہوئی فصل اُس کو مل جانی چاہئے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! میں معزز ممبر کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک اہم مسئلے کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کرائی اور میں آپ کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس مسئلہ کے حوالے سے باقاعدہ direction جاری کی۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ آپ کی direction کی روشنی میں اس سلسلے میں اقدامات کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں صرف ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز ممبر جناب محمد وارث شاد اور جناب سعید اکبر خان بھی اجلاس کے بعد تشریف لے آئیں، میرے ساتھ بیٹھیں اور مجھے اُن اضلاع کو point out کر دیں کہ کن کن اضلاع میں یہ واقعہ ہوا ہے تو ہم آپس میں مل بیٹھ کر اس issue کو انشاء اللہ تعالیٰ resolve کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جناب محمد سبطین خان! آپ بھی لاء منسٹر کے ساتھ بیٹھ جائیں۔ جناب محمد وارث شاد اور جناب سعید اکبر خان بھی لاء منسٹر کے ساتھ بیٹھ جائیں۔

جناب محمد وارث شاد: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مہربانی کر کے اس issue کو بہت صحیح طریقے سے take up کیا۔ میرے فاضل دوستوں نے بھی اس مسئلے کو بڑا positively لیا میں اس کے لئے سب دوستوں کا شکر گزار ہوں۔

جناب سپیکر! میں اس حوالے سے تھوڑی سی استدعا کروں گا کہ وزیر قانون یا جناب محمد سبطین خان کی سربراہی میں آپ ابھی ایک کمیٹی بنا دیں چونکہ میں نے جو تین چار point دیئے ہیں میں وہ point لاء منسٹر کے آفس میں بیٹھ کر انہیں بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر! میرا خیال ہے جناب محمد وارث شاد کی بہت اچھی suggestion ہے تو آپ ایک کمیٹی بنا لیں جس کی آپ سربراہی کر لیں۔ اُس کمیٹی میں جناب محمد سبطین خان، چودھری ظہیر الدین، جناب سعید اکبر خان اور جناب محمد وارث شاد کو بھی اس میں رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنی چاہ رہا تھا کہ میں حکومت کی طرف سے categorical statement دینا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو کمیٹی تشکیل دی اس مسئلے کو حل کرنے کے لئے وہ کمیٹی آج ہی meet کرے گی اور جن جن اضلاع میں یہ واقعہ ہوا ہے اُن اضلاع کے ڈپٹی کمشنر صاحبان کو روک دیا جائے گا اور جن غریب کسانوں کی

فصلوں کا نقصان ہوا ہے اُس کی assessment لے کر ہم اُس پر انشاء اللہ تعالیٰ مناسب فیصلہ کریں گے۔ بہت شکریہ

## توجہ دلاؤ نوٹس

(کوئی توجہ دلاؤ نوٹس پیش نہ ہوا)

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس جناب محمد طاہر پرویز کا ہے۔۔۔ موجود نہیں ہیں اس لئے اس توجہ دلاؤ نوٹس کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب خلیل طاہر سندھو!

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب سپیکر! میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں آپ کی وساطت سے قابل احترام وزیر قانون کی توجہ ایک بڑے اہم issue کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج پنجاب سول سیکرٹریٹ چوک میں ریاستی دہشت گردی اور ٹارچر ہوا ہے اور پولیس نے لوگوں کو مارا ہے۔ ایک خاتون کی ٹانگ ٹوٹ گئی ہے اور ایک خاتون کی آنکھ پر چوٹیں آئی ہیں اور شاید اُس خاتون کی آنکھ نکل گئی ہے۔ ہمارے پاس سارے میڈیکل رزلٹ موجود ہیں لیکن کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک نہتا آدمی جو جیل میں بھی بند ہے اُس سے اتنا خوف ہے کہ وہاں پر کارکنوں پر بے رحمانہ تشدد کیا گیا ہے تو میں آپ کا شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا موقع دیا لیکن ہم آج کے اجلاس کا احتجاجاً بائیکاٹ کرتے ہیں۔

## تحاریک التوائے کار

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب سپیکر: اب تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار چودھری اشرف علی کی ہے۔ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

چودھری اشرف علی: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار کو pending کر دیں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے بائیکاٹ کرتے ہوئے ایوان سے باہر تشریف لے گئے)

جناب سپیکر: چلیں، چودھری اشرف علی کی تحریک التوائے کار کو pending کیا جاتا ہے۔

# سرکاری کارروائی

## بحث

## خوراک، زراعت اور پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ 2012 پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: آج کے ایجنڈے میں اگلا آئٹم خوراک اور زراعت پر بحث کا ہے، بحث جاری تھی۔ اس کے ساتھ پنجاب بیت المال سال 2012 کی سالانہ رپورٹ پر بحث ہو گی۔

لاء منسٹر صاحب! بیت المال کی رپورٹ پر بحث کے لئے تحریک پیش کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب بیت المال ایکٹ 1991 کے سیکشن (2)11 کے تحت گورنر پنجاب نے پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ 2012 پیش کر دی ہے جس کو ایوان میں برائے بحث پیش کیا جارہاہے اجازت فرمائی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب بیت المال ایکٹ 1991 کے سیکشن (2)11 کے تحت گورنر پنجاب نے پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ 2012 پیش کر دی ہے جس کو ایوان میں برائے بحث پیش کیا جارہاہے اجازت فرمائی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب بیت المال ایکٹ 1991 کے سیکشن (2)11 کے تحت گورنر پنجاب نے پنجاب بیت المال کونسل کی سالانہ کارکردگی رپورٹ 2012 پیش کر دی ہے جس کو ایوان میں برائے بحث پیش کیا جارہاہے اجازت فرمائی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ زراعت پر بحث جاری ہے جس نے continue ہونا ہے۔ اس کے ساتھ پنجاب بیت المال کی سالانہ کارکردگی رپورٹ پر بھی بحث ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ اب ہم زراعت اور خوراک پر بحث کو continue کریں گے۔ میں مہر محمد اسلم بھروانہ اور جناب محمد اختر سے کہوں گا کہ اپوزیشن کے ممبران کو منا کر ایوان میں واپس لائیں۔ ان کی باتیں ٹھیک ہی جا رہی تھیں اور مان بھی گئے ہیں۔ جناب احمد خان آج بحث کا آغاز کریں گے۔ جناب احمد خان! آج بحث کا آغاز کریں گے۔ جی، احمد خان!

جناب احمد خان: جناب سپیکر! شکریہ

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین (میاں شفیع محمد) کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب احمد خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ زراعت کے حوالے سے کل سے بحث شروع ہے۔ اس پر میں اتنا ہی کہوں گا کہ میں خود کاشتکار گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں۔ اس صوبہ کی تقریباً 62 فیصد آبادی زراعت سے منسلک ہے۔ یہ غم ہمیں ورثہ میں ملا ہے۔ میں کل اپنے دوستوں کی باتیں سنتا رہا ہوں اور ان پر حیران بھی ہوتا رہا ہوں کہ زرعی پالیسیاں بنانے کے لئے جس جماعت کے پاس گزشتہ دس سال absolute majority رہی ہے وہ آج ایک پارٹی جس کو یہ کہتے تھے کہ یہ کبھی بھی اقتدار میں نہیں آ سکتی اور ہمیں شیروانی کا ایک بٹن بھی نہیں دیتے تھے لیکن ہماری پارٹی پوری شیروانی ان سے لے کر آ گئی ہے۔ یہ کل جس طرح کی باتیں کر رہے تھے تو میرے خیال میں یہ خود اپنی باتوں اور پالیسیوں کی نفی کر رہے تھے۔

جناب چیئرمین! میں اتنا ہی کہوں گا کہ یہ پالیسیاں ایک دن میں نہیں بنتیں۔ 25- جولائی 2018 کے الیکشن کے نتیجے میں ایک حکومت قائم ہوئی۔ اس حکومت میں اگر زراعت کو جاننے اور سمجھنے والے لوگ ہیں تو ابھی زرعی پالیسی تو کیا، ابھی تو ہماری کوئی فصل ہی نہیں جو اس حکومت کی وساطت سے کاشت ہوئی ہے یا برداشت ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے پاس جو ابھی main burning issue شوگر کین کا ہے۔ شوگر کین کے حوالے سے آج بھی 8- کلب میں ایک میٹنگ ہوئی ہے۔ مجھے یہ پتا چل رہا ہے کہ اگلے چار یا پانچ دنوں میں شوگر ملز چل جائیں گی۔ اس بحران کی وجہ کیا ہے کیا یہ ایک دن میں آ جاتا ہے؟

جناب چیئرمین! ہم نے پچھلے پانچ سالوں میں اپوزیشن بنچز پر بیٹھ کر جب ان کے پاس absolute majority تھی جو کہ آج معزز اپوزیشن ہے ان سے یہی باتیں کرتے تھے اور یہ ہماری باتوں کو مذاق اور ٹھٹھوں میں اڑا دیتے تھے اور آج انہی کی غلطیوں کا خمیازہ یہ ملک بھگت رہا ہے۔

وزیر توانائی (جناب محمد اختر): جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، منسٹر صاحب!

وزیر توانائی (جناب محمد اختر): جناب چیئرمین! مجھے اور بھروانہ صاحب کو اپوزیشن کے ساتھ بات کرنے کے لئے بھیجا گیا تھا۔ اپوزیشن کے کچھ جائز مطالبات تھے، میں نے لاء منسٹر سے request کی ہے کہ وہ اس کی وضاحت کر دیں تو اپوزیشن ہاؤس میں آنے کے لئے تیار ہے۔

جناب چیئرمین: ہم اپوزیشن کو welcome کرتے ہیں اور لاء منسٹر صاحب آپ اپنی بات کو continue کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب چیئرمین! ابھی اپوزیشن تشریف نہیں لائی جب وہ آئے گی تو سارا ہاؤس welcome کرے گا۔

جناب چیئرمین: لاء منسٹر صاحب! معزز ممبر جناب خلیل طاہر سندھو آ گئے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور (جناب محمد بشارت راجا): جناب چیئرمین! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی جیسا کہ معزز ممبر جناب طاہر خلیل سندھو نے فرمایا ہے تو اگر یہ مجھے تھوڑا سا موقع دے دیں تاکہ میں check up کر لوں کہ کیا معاملہ ہوا اور کس کس کے ساتھ زیادتی ہوئی اور میں یہ تمام انفارمیشن لے لیتا ہوں۔

جناب چیئرمین! میں یہ گزارش ضرور کرنا چاہوں گا کہ تھوڑا سا علم مجھے اس بات کا ہے کہ آج صبح میاں محمد شہباز شریف کی پیشی تھی اور اس پیشی پر کارکنان مسلم لیگ (ن) اور انتظامیہ کا آپس میں کوئی جھگڑا ہوا ہے یہ بات درست ہے۔ اس کی کیا تفصیلات ہیں وہ میں check کر لیتا ہوں اور کسی کارکن کو بغیر کسی وجہ سے پکڑا گیا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو چھوڑ دیا جائے گا؟ اگر جس طرح معزز ممبر نے فرمایا ہے کہ کچھ لوگ زخمی ہیں تو یہ بتائیں ان کی تسلی کے مطابق انشاء اللہ گورنمنٹ ایکشن لے گی۔ شکریہ

جناب خلیل طاہر سندھو: جناب چیئرمین! میں قابل احترام وزیر قانون کا شکر گزار ہوں۔ میں ان سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم آپ کو medicolegal report بھی دے دیتے ہیں اور

ضابطہ فوجداری 154 کے تحت جن پولیس والوں نے بھی زیادتی کی ہے ان کے خلاف مقدمات درج کئے جائیں اور C-155 کے تحت بھی مقدمہ درج کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزبِ اختلاف بائیکاٹ ختم
کر کے ایوان میں واپس تشریف لے آئے)

جناب چیئرمین: جناب احمد خان! آپ بات جاری رکھیں۔

جناب احمد خان: جناب چیئرمین! شکریہ۔ میں اپوزیشن کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں policies کی بات کر رہا تھا تو absolute majority کے ساتھ دس سال ایک بہت بڑی مدت ہوتی ہے اور اس مدت میں کیا ہی اچھا ہوتا ہے کہ آج ہم ان کی ایگریکلچر polices follow کرتے۔ جس پارٹی کے بارے میں آج سے دو تین سال پہلے ان بنچز کی طرف سے یہ کہا جا رہا تھا کہ یہ ناتجربہ کار لوگ ہیں تو یہ ناتجربہ کار لوگ کیا کریں گے؟ اگر ان کے پاس تجربہ ہوتا تو آج ہم ان کی policies کو follow کرتے۔ یہ شوگر کین کا مسئلہ ایک دن کا مسئلہ نہیں ہے، یہ gradually بڑھا ہے اور آج اس نہج پر پہنچا ہے کہ آج دسمبر میں ابھی تک شوگر ملز نہیں چلیں تو یہ کوئی 25۔ جولائی کو اقتدار میں آنے والی گورنمنٹ کی پالیسی نہیں ہے کہ شوگر ملز ان کی وجہ سے بند پڑی ہیں۔

جناب چیئرمین! پچھلی حکومت میں جو کچھ ایگریکلچرسٹ کے ساتھ ہوا ہے وہ میں ذاتی طور پر بھگتا ہوں اور وہ مجھے پتا ہے۔ گنے کا ریٹ 180 روپے ہوتے ہوئے ہم کو 80 روپے ملا ہے اور آج بھی وہی تسلسل چل رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ قطعاً نہیں کہوں گا کہ کسان خوشحال رہا ہے کیونکہ ہم ایگریکلچرسٹ کو یہ غم ورثے میں ملا ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایگریکلچر کا جو GDP میں حصہ تھا وہ 26 فیصد سے زیادہ تھا اور آج وہ 4.5 پر آگیا ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ 1985 سے onward ایک جماعت اور اس کے بعد دوسری جماعت بس یہی پارٹی سسٹم تھا۔ اگر وہ کوئی policies بناتے تو آج ہم ان کو follow کرتے تو اب ان کے پاس policies ہی نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین! میں پنجاب کو دو حصوں میں قطعاً تقسیم نہیں کروں گا بلکہ میں پنجاب کو ایگریکلچر کے حساب سے تین حصوں پوٹھوہار، سنٹرل پنجاب اور جنوبی پنجاب میں تقسیم کروں گا،

ان تینوں کے مسائل الگ الگ ہیں۔ ہم سب کا ایک مسئلہ نہیں ہے۔ ہمارا hard area ہے ہم 800 یا 900 فٹ گہرائی سے پانی لے کر آتے ہیں۔ جہاں پر ایک ایک ٹربائن کا بل دو دو لاکھ روپے آتا ہے۔

جناب چیئرمین! پہلی مرتبہ وفاقی حکومت نے initiative لیا ہے کہ وہاں بجلی کے بل کا یونٹ 10 روپے 36 پیسے سے کم کر کے 5 روپے 36 پیسے کیا ہے جس کا ہمیں بہت فائدہ پہنچا ہے لیکن میں پھر بھی یہ نہیں کہوں گا کہ کسان خوشحال ہے۔ کسان خوشحال نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ گزشتہ دس، بیس سالوں میں کوئی ایسی پالیسی نہیں بنائی گئی اور یہ سارا ملبہ جو 25۔ جولائی کو گورنمنٹ آئی ہے اس پر ڈالتے ہیں۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری policies بنائی ہوئی ہیں۔

جناب چیئرمین! آپ میری گزشتہ speeches نکال کر دیکھ لیں۔ میرے معزز ممبران یہاں پر بیٹھے ہیں جو کہ پچھلی اسمبلی میں میرے colleague رہے ہیں میں اِن کو اس وقت بھی یہی گزارش کرتا تھا کہ آپ یاد رکھیں کہ اگلے الیکشن میں آپ کو rural Punjab کی طرف سے وہ ردِعمل آئے گا جس سے آپ کے ہوش ٹھکانے لگ جائیں گے تو وہ ردِعمل آیا بھی ہے تو یہ آج کی بات نہیں ہے۔ شوگر ملز چلنی چاہئیں اور فی الفور چلنی چاہئیں کیونکہ اس وقت ہمارا burning issue گنّے کا ہے لیکن میں جتنی بھی calculation میں جاؤں گا۔

جناب چیئرمین! میں آپ کے دس، پندرہ یا بیس منٹ لے لوں گا تو ان کو ہمارے ساتھ مل کر ایگریکلچر policies بنانی ہوں گی۔ یہ ہم for the time being کہیں گے کہ آج شوگر مل نہیں چل رہی۔ ہمارا wheat season آ گیا ہے اور گندم کی خریداری نہیں ہو رہی۔ ہم نے تقریباً 2.6 ملین کا ٹارگٹ پورا کرنا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہم اور ہماری گورنمنٹ پوری کوشش کر رہی ہے۔ بجائے اس کے کہ ہم ping pong game کریں کہ وہ ball ہماری طرف پھینکیں اور ہم ان کی طرف واپس پھینکیں، یہ ایگریکلچر پر پالیسی بنائیں اور ہمارے ساتھ ملیں کیونکہ جو کچھ ابھی تک ایگریکلچرسٹ کے ساتھ ہوا ہے اس سے پتا چلتا ہے کہ یہ ایگریکلچر policies بنانے میں فیل ہو چکے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں آپ کو taxation کے بارے میں بھی عرض کرتا چلوں کہ ایگریکلچر واحد شعبہ ہے جو کہ 10 قسم کے taxes دے رہا ہے۔ اگر آپ 1997 کا tax set نکال کر دیکھیں تو dual taxation کہیں بھی نہیں ہے۔ ہم ایگریکلچر، مالیہ، آبیانہ اور ویلتھ ٹیکس بھی دے رہے ہیں تو کیا یہ سب کچھ پی ٹی آئی کی حکومت نے کیا ہے؟ پی ٹی آئی کی حکومت تو 25۔ جولائی کو آئی

ہے۔یہ تمام ترpoliciesچونکہ ان کے پاسabsolute majorityرہی ہے ان کو بنانی چاہئے تھیں جس کو ہم ضرور بھگت رہے ہیں اور ہمیں تقریباً ایک سال مزید اس کو بھگتنا پڑے گا۔

جناب چیئر مین! میں آج اس مقدس ایوان میں یہ کہہ رہا ہوں جب تک ہم ایگریکلچر پر ایک مربوطpoliciesنہیں بنائیں گے ہمیں اسی طرحsufferکرنا پڑے گا۔ایک عام کسان اس وقت بری حالت میں ہے۔

جناب چیئر مین! مجھے یاد ہے میرے کئیagriculturistدوست یہاں پر بیٹھے ہیں ہم نے2008میں4600روپے کیDAPکی بوری خریدی ہے۔ ہم نےDAPکا بیگ4600 روپے کا بھی خریدا ہے جو کہ آج3700روپے کا ہے۔ جو کہ پچھلی گورنمنٹ میں دو سال پہلے 2500روپے کا بھی ہوا تھا لیکن پھر وہgraduallyبڑھا ہے،انہوں نے اس پر سبسڈی ختم کی ہے اور وہ ختم ہوتے ہی آج پھر4000روپے تک پہنچ گیا ہے۔ ہم تنقید برائے تنقید نہیں کرتے۔

جناب چیئر مین! ہم نے پچھلی مرتبہ بھی ان کو یہی کہا تھا کہ ایگریکلچر پرpolicies بنائیں اور آج دوبارہ کسانsufferکر رہا ہے۔اگر15۔دسمبر تک ملیں نہیں چلتیں تو گندم کہاں پر کاشت ہو گی اور اگر گندم کاشت نہیں ہو گی تو تقریباً25بلین کا ٹارگٹ ہم کیسے پورا کریں گے؟اس لئے اس وقت ہمیں اشد ضرورت ہے کہ ہمیں شوگر ملز چلانی چاہئیں اور ان کو اپنی غلطی تسلیم کرنی چاہئے کہ گزشتہ دس سال میںabsolute majorityکے باوجود ایگریکلچر پر کوئیpoliciesنہ دیں جس کی وجہ سے ہم نےsufferکیا۔عام کسانsufferکر رہا ہے۔

جناب چیئر مین! میں آپ کے توسط سے دوبارہ گورنمنٹ سے یہ گزارش کروں گا کہ فی الفور جو ہماراsugarcane burning issueکا ہے اس کو ہمیں کنٹرول کرنا چاہئے اور شوگر ملز کو چلنا چاہئے۔بہت شکریہ

جناب چیئر مین:اب قیصر اقبال۔۔۔موجود نہیں ہیں لہٰذا چودھری محمد اقبال بات کریں۔

**چودھری محمد اقبال:** جناب چیئر مین! بہت شکریہ کہ آپ نے ایکburning issueپر مجھے بات کرنے کی اجازت صادر فرمائی۔ میرا بڑا پیارا عزیز ابھی بات کر رہا تھا جو مجھے بہت ہی پیارا ہے، میرا پرانا تعلق ہے اور ہم پچھلی اسمبلی میںcolleagueبھی رہے ہیں۔

جناب چیئر مین! میں حیران ہو رہا تھا کہ اگر ہم سب کچھ پچھلی گورنمنٹ پر ڈالتے جائیں گے تو آگے ہم نے کچھ کرنا بھی ہے یا نہیں؟ اس حکومت کو تشریف لائے ہوئے100دن یعنی تین

ماہ سے زیادہ ہو گئے ہیں لیکن کیا تین مہینے میں یہ کوئی مشکل کام تھا کہ ایک کمیٹی بنا کر شوگر مل مالکان، اُن کی ایسوسی ایشن اور کسانوں کی ایسوسی ایشن کو بٹھا کر دونوں متعلقہ وزراء اور قابل احترام چیف منسٹر ایک میٹنگ کرتے اور اُس پر فیصلہ کرتے کہ گنّے کا ریٹ کم کروانا چاہتے ہیں تو اُس کی شکل بتائیں کہ کس طرح کم کرنا ہے۔ گورنمنٹ اس کی سبسڈی دے سکتی تھی بلکہ اگر farmer کو سبسڈی دے دی جاتی اور پورے کا پورا ریٹ کسان کو ملتا تو کوئی problem create نہ ہوتی۔ دیگر باتیں انہوں نے بڑی درست فرمائی ہیں کہ sowing season تو ختم ہونے والا ہے لیکن ابھی تک ہم اس مسئلے کو حل ہی نہیں کر سکے، اس پر میٹنگ اور بحث ہی کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین! میری آپ سے بڑی مودبانہ التماس ہے کہ اگر اس ہاؤس میں پہلا کوئی اچھا کام ہونے کو جا رہا ہے تو اس پر فوری طور پر اس ہاؤس کی کمیٹی بنائیں جس میں تمام سیاسی پارٹیوں کے ایک ایک ممبر کو شامل کریں تاکہ سب پارٹیوں کی نمائندگی ہو۔ اس میں جنوبی پنجاب یا وسطی پنجاب کا نہیں بلکہ پورے پنجاب کا معاملہ ہے۔ اس پر ایک کمیٹی بنائیں اور فوری طور پر دو تین دنوں میں حل کرائیں تاکہ sowing season بالکل ختم ہی نہ ہو جائے اور لوگوں کو گندم بونے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ آپ سبسڈیز کریں اور جو بھی قیمت 180 یا 185 مقرر کی ہے وہ کسان کو پوری ملے تاکہ وہ آگے گنّا بونے کے قابل ہو سکے۔

جناب چیئرمین! میری آپ سے التماس ہے کہ اس میں کوئی راکٹ سائنس نہیں ہے یا کوئی لمبا کام نہیں ہے جو تین مہینے میں نہیں ہو سکتا تھا۔ کم از کم ابھی ہی یہ کر دیں۔ اگر ہم سے نہیں ہو سکا تو آپ ہی کر دیں۔

جناب چیئرمین! پچھلے سالوں میں ایسا نہیں ہوا کہ نومبر میں کرشنگ سیزن شروع نہ ہو۔ اس پر فوری طور پر کوئی ایکشن کروائیں اور آج یا کل اس اجلاس کے ختم ہونے سے پہلے کوئی فیصلہ صادر فرمائیں کہ ہم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین! جنرل زراعت کی بات کرتا ہوں کہ یہ واقعی بُری shape میں ہے کوئی اچھی shape میں نہیں ہے۔ ہم یہاں سب بیٹھے ہیں تو میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اگر ایک آدمی گورنمنٹ سروس میں ہے، CSP ہے یا PCS ہے تو اُس کی بڑی دلی خواہش ہوتی ہے کہ میرا ایک بچہ کم از کم اس پیشے میں آ جائے۔ کچھ لوگ کہتے ہیں کہ میرا بیٹا جرنیل بن جائے اور اگر کوئی سیاستدان ہے تو کہتا ہے کہ میرا بیٹا ایم این اے بن جائے۔

جناب چیئرمین! میں دیہات سے belong کرتا ہوں بلکہ باقاعدہ اب بھی دیہات میں ہی رہتا ہوں۔ میری ساری constituency دیہاتی ہے لیکن مجھے وہاں ایک بھی کسان نہیں ملا جو کہتا ہو کہ میرا بیٹا کسان بنے اور کسان کے پیشے میں رہے۔ یہ بددلی بہت بُری بددلی ہے اور یہ اس پیشے کو لے کر بیٹھ جائے گی لہٰذا اس کو encourage کریں، اس کو profitable بنائیں اور اگر ہم سے جو کمیاں کوتاہیاں ہوئی ہیں وہ آپ نہ کریں۔ اگر آپ بھی وہی کرتے رہے تو پھر فرق کیا ہوا اور پاکستان کیسے تبدیل ہوگا؟

جناب چیئرمین! میری آپ سے بڑی مودبانہ التماس ہے کہ پاکستان نے اُس وقت تبدیل ہونا ہے جب کسان کی حالت نے تبدیل ہونا ہے۔ کسان خوشحال ہوگا تو پاکستان خوشحال ہوگا۔ بنیادی طور پر یہ agro based economy ہے اس کو اگر آپ boost up نہیں کریں گے تو آپ کے سارے مسائل ایسے ہی رہیں گے۔ آپ پوری دنیا میں پیسے مانگتے رہیں جبکہ باہر سے پیسے مانگنا کوئی عزت کی بات نہیں ہے لہٰذا ہمیں خود کفیل ہونا ہے اور اپنے پاؤں پر کھڑا ہونا ہے۔ آپ پہلی سیڑھی پار کر کے دکھا دیں کہ ہم نے agriculture economy کو boost up کیا ہے اور اس ملک کو پاؤں پر کھڑا کر دیا ہے۔ اگر اتنا بھی آپ نہیں کرتے تو پھر کرتے کیا ہیں؟(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اب حالت یہ ہے کہ اس ملک کے اندر پٹرولیم مصنوعات کے بعد امپورٹ کا دوسرا نمبر edible oil کا ہے۔ یہ آئل پاکستان میں پیدا ہو سکتا ہے جس کے لئے آج تک خاص کوشش نہیں کی گئی اور جو کوشش کی گئی اُس کی میں تعریف کروں گا۔ ایوب ریسرچ اور دوسرا خان پور میں edible oil کا ریسرچ سٹیشن ہے جنہوں نے ایک خوردنی آئل سیڈ بنا کر ایک بہت بڑا کارنامہ کیا ہے۔ اگر یہاں پر اُن فصلوں کی کاشت ہو جن سے edible oil حاصل ہوتا ہے تو ہم امپورٹ نہ کر سکیں گے۔ امپورٹ کی پوزیشن یہ ہے کہ 6.7 بلین ڈالر کی امپورٹ اس وقت پاکستان میں ہو رہی ہے۔ یہ آپ نوٹ فرمائیں کہ پاکستان کو زرمبادلہ کا کتنا نقصان ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میری بڑی مودبانہ اپیل ہے کہ بجائے ہم ایک دوسرے کے اوپر ملبہ پھینکیں کہ آپ نے کچھ نہیں کیا اور ہم نے کچھ نہیں کیا لہٰذا ہم کچھ کر کے دکھائیں تاکہ پاکستان کی direction صحیح ہو سکے اور صحیح لائن پر چل سکے۔ اس کے علاوہ کسی ایک آدھ فصل کو بھی دیکھ لیں تو اس کے حالات اچھے نہیں ہیں۔ کھادوں پر بروقت decision نہیں کیا جا رہا۔ اگر کھادوں پر سبسڈی بروقت دی جاتی تو sowing season میں ہمارے farmer کو فائدہ پہنچتا۔ یہ کہتے ہیں

کہ پچھلی حکومت نے کیا ہی کچھ نہیں ہے تو 22-ارب روپے کا package کس نے دیا تھا؟ قائد محترم قائد پاکستان میاں محمد نواز شریف نے 22-ارب روپے کا package کسان کو دیا تھا جبکہ آپ کہتے ہیں کہ ہم نے کیا ہی کچھ نہیں ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! آپ 22-ارب روپے سے زیادہ package دے کر ثابت کریں کہ ہم آپ سے بہتر ہیں اور یہ کسان friendly حکومت ہے، پھر پتا چلے گا کہ آپ کی کارکردگی بہتر ہے، آپ کام کر رہے ہیں اور ہم آپ کی تعریف کریں گے کہ آپ کام کر رہے ہیں۔ کسان اس وقت پسا ہوا ہے جس کی حالت بہتر کرنے کے لئے کوئی کام ہونا چاہئے۔ اس کے علاوہ گندم کی جو حالت دیکھ رہے ہیں اور اگر آپ اوسط پیداوار دیکھیں تو ہمارے پنجاب کے اندر 30/31 من پیداوار ہے جبکہ باقی ملکوں میں اس سے زیادہ ہے۔ اگر ہم پانچ من گندم بھی آسان نسخوں کے ساتھ بڑھانا چاہیں تو کیوں نہیں بڑھ سکتی۔ اس میں research oriented policy ہونی چاہئے۔ ہماری جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں اُن کا ریسرچ کا بجٹ سارا تنخواہوں پر چلا جاتا ہے۔ سب سے بڑی یونیورسٹی ایگریکلچر یونیورسٹی فیصل آباد ہے جس کا سارے کا سارا بجٹ جو ریسرچ کا ہوتا ہے وہ تنخواہوں کی مد میں چلا جاتا ہے۔ وہ ریسرچ field oriented نہیں ہے کیونکہ field کے ساتھ ملا کر ریسرچ نہیں کی جاتی۔

جناب چیئر مین! میں یہ عرض کرتا ہوں کہ نئے نئے بیج ایجاد کئے جائیں اور نئی پالیسی بنائی جائے۔ ہمارے معزز ممبر ملک احمد خان نے صحیح کہا کہ ایگریکلچر پالیسی بنی چاہئے۔ ان کے منسٹر صاحب بھی کل کہہ رہے تھے کہ میں پالیسی بیان دے رہا ہوں۔ ہماری حالت یہ ہے کہ پالیسی ابھی بنائی ہی نہیں لیکن پالیسی بیان پہلے آگیا ہے۔ اس طرح سے ملک نہیں چلتا۔

جناب چیئر مین! میری بڑی مودبانہ اپیل ہے کہ ایگریکلچر کے اوپر پوری توجہ دی جائے اور سیڈ کارپوریشن کو strengthen کیا جائے۔ پورا سیڈ پاکستان اور پنجاب کے اندر ملے گا تو فصلیں بہتر ہوں گی۔ اگر نرسری بہتر ہوگی تو فصل بہتر ہوگی۔ جس چیز کی نرسری بہتر نہیں ہوتی وہ فصل بہتر نہیں ہوتی اور پیداوار نہیں بڑھتی۔ جب تک آپ فی ایکڑ پیدوار نہیں بڑھائیں گے اُس وقت تک امپورٹ ہوتی رہے گی لیکن ایکسپورٹ نہیں ہو سکے گی۔ یہ بڑے آسان آسان سے نسخے ہیں جو ہو سکتے ہیں۔ ہمارے وزیر خوراک اور وزیر زراعت دونوں صاحبان بیٹھے ہوئے ہیں لہٰذا انہیں چاہئے کہ اس پر کوئی کام کر کے دکھائیں۔

جناب چیئرمین! لیزر ٹیکنالوجی بڑی اچھی introduce کرائی گئی تھی۔ سپیکر صاحب اب چلے گئے ہیں اور وہ اِدھر ہوتے تو اُن کو پتا ہوتا کیونکہ ان کے دَور میں یہ لیزر ٹیکنالوجی چلی تھی جس سے بڑا فائدہ ہوا تھا۔ ایک تو پانی کی کھپت کم ہوتی ہے اور دوسرا فی ایکڑ پیداوار بڑھتی ہے۔ ہماری حکومت نے اس پر پچاس فیصد سبسڈی دی تھی لیکن میں نے سنا ہے کہ وہ بھی withdraw کر لی گئی ہے۔ اگر منسٹر صاحب کو پتا ہو تو وہ بتا دیں کہ withdraw نہیں کی گئی۔

جناب چیئرمین! میں کہوں گا کہ اس کو زیادہ promote کیا جائے اور سبسڈی بحال کی جائے تاکہ کسانوں کو فائدہ ہو۔ میں یہاں تک بھی کہوں گا کہ لیزر ٹیکنالوجی کے ذریعے گورنمنٹ خود اپنی طرف سے کاشتکار کو زمین level کروا دے جبکہ مالیہ آبیانہ کے ساتھ اس کی وصولی کر لے تاکہ اس کے لئے آسانی پیدا ہو اور فصل پر وہ کاشتکار پیسے بھی واپس کر دے گا۔ اس میں گورنمنٹ کا نقصان بھی نہیں ہو گا، farmer کا فائدہ ہو جائے گا، اس کی فی ایکڑ پیداوار بھی بڑھ جائے گی، پانی کی کھپت بھی کم ہو گی اور فصل بھی زیادہ ہو گی۔ یہ نوٹ فرمائیں اور اس طرح کے کرنے کے کام کریں۔ جب منسٹر صاحب اپنی تقریر کریں تو ان باتوں کا جواب بھی دیں کہ ہم نے اس پر کوئی پیشرفت کی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! اس کے علاوہ پنجاب میں گندم 80 فیصد چاول، کپاس، مکئی اور گنّے کے بعد بوئی جاتی ہے یعنی دوسری فصل سمجھی جاتی ہے۔ اس میں ایک نئی ٹیکنالوجی zero tillage آئی تھی جس کے یہ فائدے ہوتے تھے کہ sowing کا ٹائم بچ جاتا تھا اور تھوڑے ہی ٹائم کے اندر بہتر فصل لی جاتی تھی۔ اس میں bed planter تھے، پٹڑیوں کے اوپر پودے لگائے جاتے تھے اور ساتھ کھاد ڈالی جاتی تھی لہٰذا اس کو بھی promote کرنے کی بڑی اشد ضرورت ہے تاکہ فی ایکڑ پیداوار بڑھائی جا سکے۔ جس طریقے سے یہاں آبادی بڑھ رہی ہے اس طرح پاکستان کے اندر فوڈ کا کوئی مسئلہ نہ پیش آ جائے لیکن یہ دنیا کا واحد ملک ہے جہاں اتنی مہنگائی کے باوجود بھی آج روٹی سستی ہے۔ اگر PC ہوٹل میں روٹی نہ کھانی ہو اور صرف پیٹ بھرنا ہو تو بیس روپے میں بندہ اپنا پیٹ بھر سکتا ہے۔ دنیا کا ایسا کوئی ملک نہیں ہے جہاں پر بیس روپے میں بندہ اپنا پیٹ بھر سکے۔ یہ ہمارے ہاں نعمت agro based economy and agro based country کی وجہ سے ہے۔

جناب چیئرمین! میری بڑی مودبانہ اپیل ہے کہ اس میں بحث برائے بحث ہے اور نہ ہی point scoring ہے بلکہ اس کے اوپر اگر آپ کی حکومت ایک سال پوری تندہی سے لگ جائے کہ ہم نے ایگریکلچر کو promote کرنا ہے، فی ایکڑ پیداوار بڑھانی ہے، ایکسپورٹ زیادہ اور امپورٹ

کم کرنی ہے تو یہ ملک کی تقدیر دنوں میں بدل سکتی ہے۔ ہم اپنی economy پر پورا فخر کر سکتے ہیں کہ پاکستان نے کام کیا ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک انڈیا کے لئے دل نہیں چاہتا کہ اس کی تعریف کی جائے۔ وہاں پر چیف منسٹر صاحب خود procurement کو مانیٹر کرتا ہے۔

جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ وہ کس طرح گندم کو procure کر رہے ہیں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ اُن کی ہمارے حساب کی زمین ہے، ہمارے جیسی اریگیشن ہے اور ہمارے جیسے ہی کسان ہیں لیکن آپ جا کر ان کی زراعت دیکھیں جو کہاں سے کہاں پہنچ گئی ہے۔ وہاں پر 60 سے زائد یونیورسٹیاں بنی ہوئی ہیں جبکہ ہمارے ہاں زرعی یونیورسٹیوں کی تعداد بھی بہت تھوڑی ہے اور میرا خیال ہے کہ 6 یا 7 ہیں تو میری بڑی دردمندانہ اپیل ہے اور میں بڑے دکھی دل سے بات کر رہا ہوں کہ اس ملک کے اندر جب تک ایگریکلچر کو آپ ٹھیک نہیں کریں گے تو یہ ملک ٹھیک نہیں ہو سکتا۔ ترقی کر سکتا ہے، خوشحالی آ سکتی ہے اور نہ ہی بہتری آ سکتی ہے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ، چودھری صاحب! محترمہ زینب عمیر!

محترمہ زینب عمیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے اچھی بات جو میں نے آج اور کل دیکھی کہ ایگریکلچر اور فوڈ پر discussion تھی اور اسی پر کی گئی۔ دونوں بنچز یعنی اپوزیشن اور حکومتی بنچز سے بہت healthy discussion ہوئی اور ہمیں بہت ساری چیزیں سیکھنے کو ملیں جو ہم اس سے پہلے نہیں جانتے تھے۔ جس طرح معزز ممبر جناب احمد خان نے بہت ساری باتیں کیں اور میں انہی باتوں کو repeat نہیں کروں گی کیونکہ میرا بھی تعلق تقریباً اسی علاقے سے ہے اور ہماری تحصیلیں ایک دوسرے کے بالکل ساتھ ہیں۔ میرا تعلق موسیٰ خیل سے ہے اور ساتھ ہی تحصیل واں بھچراں ہے تو ایگریکلچر کے جو بھی issues ہیں وہ ہم نے کافی discuss کئے ہیں۔ شوگر کین کا مسئلہ بھی بہت یہاں زیادہ discuss ہوا ہے اور جو منسٹر صاحب ہیں اور حکومت کی طرف سے ایک پالیسی بھی ہمارے سننے میں آ رہی ہے کہ سوموار سے شوگر ملیں چلنا شروع ہو جائیں گی۔

جناب چیئرمین! میں ایک بات یہاں پر ضرور کہنا چاہتی ہوں کہ ہمارے بہت سارے سینئر ممبران جو اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے تھے چونکہ یہاں پر بار بار پچھلے 10 سالوں کی بات ہو رہی ہے اور وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ اب 10 سالوں کی بات نہ کریں بلکہ آپ 100 دنوں کی بات کریں یا جو 3 یا 4 مہینے ابھی ہماری حکومت کو آئے ہوئے ہوئے ہیں، اس کی بات کریں تو ایسے بات ہو نہیں سکتی

کیونکہ وہ جو10 سالوں کا عرصہ ہے وہ کوئی تھوڑا عرصہ نہیں ہے اور شاید اس میں ہزاروں دن ہوں گے۔ جب ہم ایک لفظ کسان کا معاشی استحصال سنتے تھے تو یہ سمجھ نہیں آتی تھی کہ یہ کون سی terminology ہے کہ جس میں معاشی استحصال کی بات ہو رہی ہے۔ جب ہم لوگ یہاں حکومت میں آئے اور آ کر میں نے سروے کئے خاص طور پر موسیٰ خیل اور میانوالی کے حوالے سے کیونکہ وہاں پر یہ زرعی علاقے backward areas ہیں تو وہاں مجھے جو کچھ دیکھنے کو ملا تو صرف ہم وہ بات کر رہے ہیں۔ آج کل ایک current issue گنے کا ہے لیکن اس کے علاوہ cotton ginning کی اگر بات کی جائے تو وہاں پر فیکٹریوں کا جو بھتہ مافیا ہے وہ بھلا کیا کرتا ہے کہ ایک من کپاس کا جب وزن کیا جاتا ہے تو اس میں سے ایک کلو گرام کی کاٹ کر لیتے ہیں یا39 کلو گرام اسے measure کرتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ کسانوں کو ایک کلو گرام کے پیسے کم دیئے جاتے ہیں جس سے وہ لاکھوں اور کروڑوں روپے کا فائدے اٹھاتے ہیں۔ یہ سب کچھ پچھلے10 سالوں میں ہوتا رہا ہے اور ہمیں انہی10 سالوں کی عادت پڑ گئی ہے تو اتنے مشکل حالات ایک دن کے اندر ٹھیک ہونے والے نہیں ہیں اس لئے ہمیں100 دن نہیں بلکہ ہمیں اور بھی یقیناً وقت چاہئے ہو گا تاکہ سارے بھتہ مافیا کو پورے طریقے سے جکڑا جا سکے۔ ایک issue نہیں ہے اور میرے خیال میں اس میں بہت سارے issues ہیں جو کہ پچھلے10 سالوں میں اتنے زیادہ ہو گئے کہ جب issues multiply ہوتے جاتے ہیں تو پھر انہیں solve کرنا تھوڑا سا مشکل ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین! بجلی کا مسئلہ اور پانی کا مسئلہ جیسے معزز ممبر جناب احمد خان نے point out کیا کہ پوٹھوہار کا علاقہ تھوڑا سا اونچا ہے تو پانی وہاں فصلوں تک لے کر آنا بہت مشکل ہے۔ دو بہت بڑے issues ہیں جن میں پانی کا ضیاع اور دوسرا پانی کی چوری تو اگر ہم انہیں address کریں اور ان پر بات کریں تو میرا خیال ہے شاید ہمارا یہ بھی مسئلہ تھوڑا سا بہتر ہو جائے۔ چونکہ گیس کی بھی بات ہو رہی ہے تو گیس اور بجلی کے اوپر بات کریں تو میرا خیال ہے کہ زیادہ بہتر ہو سکے گا۔

جناب چیئرمین! پچھلے پانچ سالوں کی بات کر رہی ہوں کہ ٹیوب ویل مالکان حضرات پر ٹیکس لگائے گئے تو میں نے بطور وکیل اور میرے ساتھیوں نے ہائی کورٹ میں رٹ کی کہ تقریباً450 ٹیوب ویل owners پر ٹیکس معاف کیا جائے اور ان پر ٹیکس نہ لگایا جائے تاکہ کسان ٹیوب ویلوں کے پانی سے اپنی فصلیں سیراب کر سکیں۔

جناب چیئرمین! ہماری زراعت کو اتنا زیادہ crush کیا گیا ہے کہ اس پر ہم یہ کہہ دیں کہ 10 سالوں کی بات نہ کریں تو یہ ہو نہیں سکتا اس لئے ہمیں10 سالوں کی بات کرنی پڑے گی تو اس

کے بعد ہی ہم آگے چل سکیں گے۔ ہاں البتہ یہ بات بالکل ٹھیک ہے کہ جو کچھ ہو چکا definitely اس سے ہمیں learn کرنا ہے اور ہمیں ان چیزوں کو آگے لے کر چلنا ہے۔

جناب چیئر مین! میں ایک اور بات کرنا چاہتی ہوں کیونکہ زراعت کے ساتھ ساتھ ہم خوراک پر بھی بات کر رہے ہیں۔ جب خوراک کی بات آئے گی تو مرغیوں کی بات کیسے نہیں آئے گی اور مرغیوں کی بات تو ہم لازمی کریں گے۔

جناب چیئر مین! مجھے یاد ہے کہ جب ہم چھوٹے ہوتے تھے تو مرغی تب پکتی تھی جب مہمان گھر آتا تھا۔ پچھلے 10 سالوں میں مرغیوں کا بھی وہ حال ہوا اور مرغی کھانے والوں کا بھی وہ حال ہوا کہ ہم سب جانتے ہیں۔ یہاں تک پتا چل گیا کہ مرغیوں کو ٹیکے لگائے جاتے ہیں اور وہ جلدی بڑی کر دی جاتی ہیں۔ لوگ کھاتے ہیں اور hormonal disbalance ہو جاتا ہے اور یہ بہت ساری چیزیں ہیں اور اس کے بعد ان کی feed کے issues بھی ہیں۔ دال مہنگی ہو گئی اور مرغی سستی ہو گئی۔ مرغی کیوں سستی ہوئی ہم بہت اچھے طریقے سے جانتے ہیں کہ کون مرغیاں چلا رہا تھا، کون مرغیاں پال رہا تھا اور کون مرغیاں بیچ رہا تھا؟ میرا خیال ہے کہ یہ ساری چیزیں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئر مین! پچھلے دنوں آپ نے دیکھا کہ لاہور میں بہت زیادہ لوگوں کو مٹن اور بیف کے گوشت کے ذائقے کا نہیں پتا کیونکہ excessively ہم لوگوں نے اتنے زیادہ کوئی اور جانور کھائے ہیں کہ لوگ اس ذائقے کو ہی بھول گئے ہیں کہ مٹن اور بیف والا ذائقہ کون سا ہوتا ہے۔ ملاوٹ شدہ خوراک کھا کھا کر ہم لوگوں کو اصلی خوراک کھانے کی عادت نہیں رہی ہے۔ خالص دودھ پیتے ہیں تو پیٹ خراب ہو جاتا ہے۔ مرچیں اگر ہم ڈالتے ہیں تو وہ تیز نہیں ہوتیں اور اگر خالص مرچ آ جائے تو ہم سے کھائی نہیں جاتی۔ فوڈ انڈسٹری کا بھی اتنا بیڑہ غرق ہوا ہے میں تو فوڈ منسٹر کے حوصلے کی داد دیتی ہوں کہ انہوں نے منسٹری کو accept کر لیا ہے کہ فوڈ کی منسٹری انہوں نے لی اور ایگر یکلچر کی منسٹری لی تو یہ دونوں بہت tuff ministries لی ہیں۔

جناب چیئر مین! ابھی ہم نے پچھلے دنوں دیکھا کہ بیکریوں میں بے شمار گندے انڈے سپلائی کئے جاتے ہیں تو کسی نے آج تک ان کے اوپر ہاتھ نہیں ڈالا۔ وہ اسی طرح کے گندے انڈے انہی مرغیوں میں سے نکلتے ہوں گے اور بیکریوں کو بھی وہی سپلائی ہوتے ہیں۔ ہم نے ٹی وی پر بھی دیکھا کہ ڈیڑھ لاکھ کے قریب گندے انڈے تلف کئے تو میں مزید اپنی پارٹی اور اپنے وزیر اعظم

سے یہی توقع رکھتی ہوں اور ہم خود بھی اس کا part ہیں کہ ہم انشاءاللہ politics سے انہی گندے انڈوں کو نکال۔۔۔

وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری): جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری): جناب چیئرمین! میں معزز خاتون ممبر سے ادب سے یہ گزارش کروں گا کہ figure درست کر لیں کہ 32 لاکھ گندے انڈے تلف کئے ہیں۔

محترمہ زینب عمیر: جناب چیئرمین! میں معافی چاہتی ہوں۔ میں تو ڈیڑھ لاکھ انڈے ہی بہت زیادہ سمجھتی تھی لیکن منسٹر صاحب نے بتایا ہے کہ 32 لاکھ انڈے تو میں بات یہی کرنا چاہتی تھی کہ آپ نے اتنے لاکھ انڈے on ground ضائع کئے ہیں تو ہم اپنی پارٹی اور اپنے وزیر اعظم سے بھی یہی توقع کرتے ہیں کہ جو politics میں بھی اتنے سارے گندے انڈے ہیں تو انہیں بھی اسی طرح تلف کیا جائے۔ شکریہ

جناب چیئرمین: جی، شیخ علاؤالدین!

شیخ علاؤالدین: جناب چیئرمین! شکریہ۔ ہمارے ابھی کچھ دوست حقیقتاً ہندوستان کی مثال دیتے ہیں تو میں اپنی speech شروع کرنے سے پہلے ایک بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں یہ تلخ حقیقت بھی سمجھ لینی چاہئے کہ ہندوستان نے ہمارے تین دریا کس طرح لئے تھے؟ مسعود کھدر پوش ایک بہت بڑی شخصیت گزرے ہیں وہ بھی son of the soil تھے اور آج ہم اگر انہیں پڑھیں اور اس ہاؤس میں بیٹھے ہوئے کچھ معزز ممبران جانتے ہوں گے کہ مسعود کھدر پوش کون تھے۔ آئی سی ایس افسر تھے اور انہوں نے مخالفت کی تھی آج جو ہمیں ایگریکلچر میں جن مسائل کا سامنا ہے۔ مسعود کھدر پوش نے 1960 میں Indus Basin Project کے اوپر جب یہ چل رہا تھا تو انہوں نے استعفیٰ دے دیا تھا اور وہ ریکارڈ پر موجود ہے کہ جو انہوں نے کہا تھا وہ آج پاکستان پانی کے حوالے سے وہی بھگت رہا ہے۔ مجھے اس لئے یہ بات یاد آئی کہ آج ہندوستان 350 بلین ڈالر کا surplus لئے بیٹھا ہے۔ ہم سب کے لئے سوچنے کا مقام ہے کہ کیوں لئے بیٹھا ہے۔ آپ کو سن کر اور ہاؤس کو سن کر افسوس ہو گا کہ چکوٹھی آزاد کشمیر سے ہندوستانی سبزیاں اور ٹماٹر آتے ہیں، جہلم سے بلٹی بنتی ہے اور یہاں آتا ہے۔

جناب چیئر مین! میں جب last year Minister تھا تو میں نے ایف بی آر سے متعلق، جو کچھ کر سکا کیا، بے شمار سبزیاں اور ٹماٹر پکڑے، بڑی تنقید ہوئی لیکن میں نے اپنے طور پر کوشش کی کہ میں اپنے ملک اور اپنے پنجاب کے لوگوں کو یہ باور کروا سکوں کہ زندہ قومیں دشمن ملکوں سے بزنس نہیں کرتیں۔آج بھی ہم اس مسئلے میں پڑے ہوئے ہیں۔ پچھلے تین مہینے میں ہمارے کسان کو جو مار پڑی ہے ذرا سا 20، 25، 30 روپے کلو ریٹ بڑھتا ہے ہمارے میڈیا والے بھائی بھی کسان کو کہتے ہیں کہ اس نے لوٹ لیا ہے اور میں ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں کہ دو گھنٹے کے نوٹس پر انڈیا سے وہی سبزی ایک ٹیلیفون پر آتی ہے 60 روپے کلو والا ٹماٹر 250 روپے میں بک جائے تو کوئی نہیں پوچھتا کیونکہ وہ انڈیا سے آرہا ہے۔ ہمارا کسان، میرے حلقے کے کسان منتیں کر کے قرضے لے کر اپنے آلو اپنی فصلیں اُٹھواتے ہیں کہ کوئی لے لے اُس وقت اُن کا کوئی ساتھ نہیں دیتا ایگریکلچر کیسے ہوگی؟ 6 فیصد انکم ٹیکس at source ہے آپ F-16 منگوالیں 6 فیصد ٹیکس دے دیں نکال کر لے جائیں۔ No one will ask you.

جناب چیئر مین! میں یہ کہتا ہوں کہ جب پچھلے سال یہ باتیں ہو رہی تھیں اُس وقت ہم نے کوشش کی اور آج جو ہمارے بھائی حکومت میں آئے ہیں اُن کو اُن تجربات سے فائدہ اُٹھانا چاہئے اگر وہ واقعی کسان کے آنسو پونچھنا چاہتے ہیں۔

جناب چیئر مین! 2016 میں انڈیا کی آلو کی فصل تباہ ہو گئی میں یہ بات ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں میرا ابھی ایگریکلچر سے تعلق ہے لاہور کی فروٹ منڈی سے بھی تعلق ہے، اندرون لاہور سے بھی تعلق ہے ابھی اُس کے بارے میں بھی عرض کروں گا۔یہاں سے کچھ لوگ آلو لے کر ہندوستان گئے انہوں نے بڑی سیوا کی انہوں نے دو تین دن رکھا اور پھر اُس کے بعد ایک alarming issue ہے جو میں قوم کو بتانا چاہتا ہوں اور اس معزز ہاؤس کو انہوں نے کہا مہاراج ہم آپ سے آلو نہ لیویں ہمارا سر جائے گا، ہم یہ جذبہ کیوں نہیں پیدا کر سکے؟

جناب چیئر مین! ہم یہ بات کرتے ہیں کہ ہمارے کسان کو یہ شیلٹر نہیں ملا، وہ اس لئے نہیں ملا کہ ایک طرف اُس کو پانی نہیں مل رہا کیونکہ پانی جو دریائے راوی ہے، جو دریائے بیاس ہے اور جو دریائے ستلج ہے آپ ذرا ان کے areas سے گزر کر دیکھیں خدا کی قسم میں آنکھیں بند کر لیتا ہوں میرے حلقے سے دریائے ستلج اور دریائے بیاس گزرتا تھا جب میں وہاں سے گزرتا ہوں ایک ویرانے جیسی ویرانی۔ آج بھی یہ سوچ کر میرے رونگٹے کھڑے ہوتے ہیں کہ وہاں کیا عالم ہے؟ جن لوگوں نے ہندوستان کو پانی دیا اور جو آج ہندوستان سر پلس لئے بیٹھا ہوا ہے اور ہمارے پاس اپنے

8-ارب ڈالر بھی نہیں ہے اور آج بھی ہم قوم کو نہیں بتا سکے خدا کے واسطے اپنی چیزیں استعمال کریں، اپنے کسان کو شیلٹر دو یہاں پر جب کسان فصل کو پانچ روپے کلو بڑھاتا ہے تو یہاں پر ایک شور پڑ جاتا ہے پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔

جناب چیئرمین! میری بات کو غلط لیا گیا تھا میں نے پچھلے سال بھی یہ بات کہی تھی اور شاید غلط کی تھی میں نے یہ کہا تھا کہ زندہ قومیں زندہ رہنے کے لئے کتے بلے تک کھا جاتی ہے میں نے World War-II کا ذکر کیا تھا جو شاید کچھ لوگوں کے اوپر سے گزر گئی یہ ہوا تھا جب جنرل فورسز نے Russia میں جو کچھ کیا تھا لیکن نے جس طریقے سے اُسے برداشت کیا مقصد صرف یہ ہے کہ ہمیں بتایا جائے۔

جناب چیئرمین! ہمارے ملک میں ایک طبقہ وہ ہے آپ یقین کریں جو پانچ چھ ہزار روپے per head کا کھانا کھا رہا ہے، ایک طبقہ وہ ہے جو میں اپنے حلقے میں دیکھتا ہوں، آپ دیکھتے ہیں بہترین محنت کش لوگ اتنے اتنے پانی میں عورتیں بچے بھی کھڑے ہوئے مونجی لگا رہے ہیں، فصلیں بیچ رہے ہیں اصل پاکستان کے مالک وہ ہیں جو اب سڑکوں پر رُل رہے ہیں اُن کا کوئی پُرسان حال نہیں۔

جناب چیئرمین! آج آپ مجھے ایک بات بتائیں میں ہاؤس کے علم میں بھی لاتا ہوں ذرا سی کپاس مہنگی ہوتی ہے APTMA کا اتنا بڑا اشتہار آتا ہے لٹ گئے مر گئے، یہ ہو گیا وہ ہو گیا۔ کبھی کوئی کسان کو پوچھتا ہے کہ تمہیں تمہاری لاگت بھی پوری نہیں مل رہی۔

جناب سپیکر! میں آپ کو ذمہ داری سے کہہ رہا ہوں لوگ اپنا فیملی سلور اپنے زیورات بیچ کر آڑھتیوں کے پیسے واپس کرتے ہیں کیونکہ فصل میں پیسے نہیں بچتے تو یہ جو ایک سوچ ہے ابھی میرے بھائیوں نے بات کی پچھلے سال سے ہو رہی ہے، دس سال سے ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! میں ایک ادنیٰ سا آدمی ہوں میں نے پانچ سال پہلے یہ بات کی تھی اگر قوم کو ہم بتا دیں کہ ہماری اصل حقیقت کیا ہے؟ ہمارا deficit یہ ہے، یہ بڑی اچھی قوم ہے میں نے کہا تھا کہ financial emergency لگا دی جائے، آج بھی لگا دی جائے، آج بھی اپنے ذرا حالات دیکھیں کہ ہم کر کیا رہے ہیں؟ اصل بات صرف عوام کو بتانا ہے کہ ہم نے چلنا کدھر ہے کیونکہ یہ deficit کبھی کم نہیں ہو گا اگر ہمارے یہی لچھن رہے۔ ہماری import policy میں، میں ہاؤس کے علم میں لانا چاہتا ہوں آج کوئی negative list ہے ہی نہیں جب میں بزنس میں اپنے باپ کے ساتھ آیا تو اُس وقت اتنی خطرناک قسم کی negative list تھی کہ اگر سٹیل کے

importer نے دال چینی منگوالی ہے تو مال ضبط ہوتا تھا اور سزا ہوتی تھی کہ تمہیں license دیا تھا steel کا، toys کا، habodatiary کا اور general items کا پھر وہ کیوں منگوایا۔آج جو مرضی منگوالیں آپ کو ایک تجربے کی بات بتاتا ہوں میں نے highest level پر China کے ساتھ delegation کو lead کیا افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ Chinese کو میں نے کہا کہ آپ ہمارے ساتھ صرف banks کے through کام کریں ہاؤس کو سن کر افسوس ہوگا انہوں نے اُس کا جواب تک نہیں دیا۔دس ڈالر کی چیز ایک ڈالر میں import ہو رہی اور پھر اُس پر باقی پیسا کہاں سے جا رہا ہے اور اُسی حساب سے ڈیوٹی کہاں سے جا رہی ہے؟آپ کا کسان کیسے اُٹھ سکتا ہے جب ناشپاتی تک وہاں سے آ رہی ہے جو کھانے میں بھی کچھ نہیں ہے جب نیوزی لینڈ سے سیب آ رہا ہے تو کھانے میں بھی کچھ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین!بات یہ ہے کہ قوم کو educate کیا جائے۔بہت پرانی بات ہے لیکن ریکارڈ پر موجود ہے کیونکہ میرا تعلق بزنس فیملی سے ہے نہرو سے کسی نے پوچھا تھا کہ import policy کیا ہوگی؟ ہندوستان نیا نیا آزاد ہوا تھا ہمارے دشمن تھے لیکن انہوں نے خوبصورت فقرا بولا، خوبصورت بات کی کہا made in India اور میں نے اپنی آنکھوں سے سکھ خواتین کو اسی لاہور کی انار کلی میں ایک lipstick, nail polish کے لئے کیونکہ import صرف اُس زمانے میں بھی پاکستان کرتا تھا تو پاکستان بنتے ہی ہمارے لچھن ایسے تھے کہ جو بگڑتے بگڑتے آج یہ ہو گئے۔

جناب چیئرمین!آج بھی آپ کو اور ہاؤس کو یہ سن کر افسوس ہوگا کہ banks جس ریٹس پر foreign exchange and credit card بیچتا ہے آپ سوچ نہیں سکتے 32 فیصد اور لوگ باہر جا کر شاپنگ کر رہے ہیں میں کہتا ہوں یہ کون لوگ ہیں اور پھر ہم کہتے ہیں ایگریکلچر کو صحیح کر لیں گے۔

جناب چیئرمین!ٹریکٹروں پر سبسڈی دی جاتی تھی کسان کو ٹریکٹر ملتا تھا کوئی سستا نہیں دیتا تھا 16، 17 فیصد پر ایگریکلچر بنک دیتا تھا یہ ڈھکوسلا بھی ختم ہونا چاہئے کہ کسانوں کو جو loan دیا جا رہا ہے وہ کس ریٹ پر دیا جا رہا ہے؟ It should not be more than four percent اوّل تو ایک فیصد صرف processing charges ہونے چاہئیں not four percent لیکن 16، 17 فیصد میں جلد جلد کچھ alarming issues بتاؤں گا۔

جناب چیئرمین!میں نے بطور منسٹر یہ بات کی تھی کہ کسانوں کو counter marketing میں لایا جائے۔کسانوں کو، unemployed لوگوں کو mobile shops لے کر

دی جائیں اور وہdirect specified areasمیں اپنی جوproductہیں وہ جا کر بیچیں۔ مارکیٹ کمیٹیاں جوایگریکلچرڈیپارٹمنٹ کے تحت ہیں وہ اُن کوmonitorکریں جب تک یہ کنٹرول نہیں ہوگا کسان اسی طرح آڑھتی سے مار کھاتا جائے گا اور اُس کی تباہی لازمی ہوتی جائے گی۔یہ ڈائریکٹ مارکیٹنگ کا ایک بڑا آسان طریقہ ہے یہ پوری دنیا میں ہے کہmobile shopsدی جائیں اورmobile shopsکوئی اتنا مشکل کام نہیں ہےmini truckکے اوپر22سے23لاکھ روپےinvestکیا جائے اُس کے بعد اُس کو وہmonthlyبنیاد پر کیا جائے۔جب تک ڈائریکٹ مارکیٹنگ کسان کو نہیں ہوگی ساؤتھ میں ملتان کو دیا جائے،بہاولپور میں دیا جائے،سنٹر پنجاب کو دیا جائے جب تک یہ کسانوں کی لوٹ کھسوٹ ختم نہیں ہوگی۔شوگر مل کی بہت باتیں ہوتیں میرے حلقے میں دو شوگر ملیں ہیں ایک اللہ کے فضل سے چار سال سے بند ہے ایک ارب روپے سے زیادہ میرے حلقے کے کسانوں کا دینا ہے اسی طرح پتو کی شوگر مل کے ذمہ بھی بے پناہ پیسا کسانوں کا ہے اس کا کوئی حل نہیں ہے میں نے پورا پورا دن بیٹھ کر ان شوگر ملز والوں کے ساتھ میٹنگز کی ہیں وہexploitکرتے ہیں ان کو بند کر دو تو کسان کا گنّا واقعی70روپے میں کوئی لینے والا نہیں ہے آج بھی یہی حالات پیدا ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین!میری دُعا ہے کہ پی ٹی آئی کی گورنمنٹ اس کو ہینڈل کر سکے لیکن جن لوگوں کے ساتھ یہ آج کل بیٹھ رہے ہوں گے میں نے پچھلے پورے چھ ماہ اُن کے ساتھ گزارا ہے۔

جناب چیئرمین!وہ بالکل ایسی کوئی پالیسی لانے کے لئے تیار نہیں ہیں جس سے کسان کا کچھ فائدہ ہو جائے۔اس کا صرف ایک حل ہے کیونکہ میں نے اس پر بہت غور کیا ہے کہ جنareas میں ملیں بند ہو گئی ہیں اس کے لئے اسمبلی میںsimple amendmentلائی جائے۔فرض کیجئے کہ اگر وہ10لاکھ ٹن کی مل ہے تو انہیں دو،دو لاکھ ٹن کے پانچ پرمٹ دیئے جائیں اور ان کو فوراً کھول دیا جائے۔پوری دنیا میںcompetitionکا طریق کار ہے اور جب تک آپ ان کے درمیانcompetition createنہیں کریں گے یہ ٹھیک نہیں ہوں گے۔یہ صرف25,26 لوگ ہیں اور میں یہ ذمہ داری کے ساتھ تجربے کی بنیاد پر کہہ رہا ہوں کہ اس کا حل صرف competitionہے۔یہاں ہمارے لاء منسٹر بیٹھے ہیں یہ ان کے لئے صرف ایک دن کا کام ہے یہ آج ترمیم لائیں اور ان ملوں کوopenکر دیں۔انہوں نے ان کے مفادات بھیprotectکرنے ہیں اس لئے یہ صرف انareasمیںopenکریں جہاں ملیں چل نہیں رہی ہیں۔وہ پرانی ہو گئی ہیں یا

ان کے بقول feasible نہیں رہیں۔ یہ آج ایک ترمیم لائیں اور گنّے کا مسئلہ حل ہو جائے گا ورنہ یہ اس وقت تک حل نہیں ہو گا جب تک ان کے درمیان competition create نہ کیا جائے۔

جناب چیئر مین! پاکستان دنیا کا شاید واحد ملک ہے، میں beaches کی بات نہیں کرتا امریکہ کے beaches اور یورپ کے beaches ساری رات کھلے ہوتے ہیں کیونکہ وہاں tourist موجود ہوتے ہیں۔ پاکستان third world country میں آتا ہے لاہور میں چوبیس گھنٹے کھانا چلتا ہے۔ جب تک food habits ٹھیک نہیں ہوں گی اخراجات کنٹرول نہیں ہوں گے۔ میں آپ کو ایک delegation کی بات بتاتا ہوں ایک موقع پر ہماری ان سے بات چیت ہو رہی تھی تو انہوں نے کہا کہ اس ملک میں بجلی کی کمی کبھی ختم نہیں ہو سکتی۔ ہم نے کہا کہ کیسے ختم نہیں ہو سکتی؟ انہوں نے کہا کہ آپ sunlight سے فائدے نہیں اٹھاتے۔ آپ کی مارکیٹیں دوپہر 11,12 بجے کھلتی ہیں اور ساری رات کھلی رہتی ہیں اس کے لئے کچھ کر لیں۔ یہ ہاؤس اس میں بہت بڑا کردار ادا کر سکتا ہے۔

جناب چیئر مین! Trade Employees Act جو 1962 کا amended Act ہے۔ میں اس amended Act کی بات کر رہا ہوں اس کا original Act 1927 یا 1923 کا ہے جو گورے نے بنایا تھا۔ جس کے تحت وہ یہ کہتا ہے کہ رات 8:00 بجے کے بعد کوئی شاپنگ سنٹر، کوئی بزنس شاپ اور کوئی ریسٹورنٹ نہیں کھلے گا۔ آج آپ دیکھ لیں کہ اس پر کتنا عمل ہو رہا ہے۔

جناب چیئر مین! میں نے فوڈ کے بارے میں کوشش کی تھی لیکن اس پر عمل نہیں ہو سکا۔ ہر شہر کے low income area میں food پر 50 فیصد سبسڈی دی جائے۔ یہ کوئی مشکل کام نہیں ہے اب تو ہمارے پاس نادرا کا زبردست سسٹم موجود ہے۔ یہ 19-1918 میں انگریزوں نے راشن کارڈ کے تحت کیا تھا۔ نادرا کے ریکارڈ کے مطابق جو low income areas ہیں وہاں پر 50 فیصد سبسڈی direct دی جائے تاکہ ان لوگوں کا کچھ بھلا ہو جن کے پاس resources نہیں ہیں۔

جناب چیئر مین! یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ دیہاتوں سے شہروں کی طرف آبادی ٹرانسفر ہو رہی ہے اس کے لئے کچھ کر لیجئے۔ آج لاہور managable نہیں رہا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ طالع آزماؤں نے چاروں طرف کی بہترین ایگریکلچر لینڈ کو ہاؤسنگ سوسائٹی بنا کر بیچ دیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ آج لاہور سے 35 کلو میٹر دور بھی سکیموں میں دس مرلے کا پلاٹ ڈیڑھ کروڑ روپے

کا ہے۔ مجھے بتائیں کہ کون ایگریکلچر کی طرف آئے گا اور کون ایگریکلچر لینڈ کو رہنے دے گا؟ اس لئے اس کا کچھ کر لیں ہم نے کوشش کی تھی لیکن جہاں تک ہو سکا وہ کیا ہے۔ آج بھی لاہور کا کوئی urban area نہیں ہے، کوئی urban limit نہیں ہے۔ اس سے بڑا بزنس بھی کوئی نہیں ہے۔ یہ وہ بزنس ہے جس میں پانچ لاکھ فیصد بھی کمایا جاسکتا ہے۔ دس روپے کی زمین کو دس لاکھ کی فروخت کر دو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ایک اہم معاملہ محکمہ جنگلات اور محکمہ آبپاشی کی زمینوں کا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ میرے معزز ممبران بھائیوں کو پتا نہ ہو کہ میں نے اس پر کیا کچھ کیا ہے۔ یہ اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہے کہ میں نے ہی یہ معاملات اٹھائے تھے کہ تمام جنگلات کی زمینیں ریکارڈ نہ ہونے کی وجہ سے گڑبڑ کا شکار ہیں، کل بھی سپریم کورٹ میں بہت اہم معاملات discuss ہوئے ہیں لیکن جو 1885 کی جمع بندیاں ہیں اگر وہ موجود ہیں اور وہ جلائی نہیں گئیں تو آج بھی وہ base record موجود ہے۔ محکمہ جنگلات اور محکمہ آبپاشی کی زمینوں کو بچا لیں۔ یہی بنیاد ہے کسان کی اور اگر یہ نہیں رہے گی تو پھر وہ بھی نہیں رہے گا۔ میرے حلقے میں چھانگا مانگا جنگل ہے میں نے بہت کوشش کی کہ اس کی چار دیواری بن جائے لیکن نہیں بن سکی۔ وہ اس قوم کا بہت قیمتی سرمایہ ہے۔

جناب چیئرمین! میری آج بھی حکومت سے گزارش ہے کہ اس کو بنوا دیں کیونکہ وہ لاہور کے لئے بہت بڑا اثاثہ ہے۔ میں تو یہ کہوں گا کہ وہ آکسیجن ایریا ہے اور وہ لاہور کے لئے lungs کا کام کر سکتا ہے۔

جناب چیئرمین! 1947 میں ہم جنگلات میں 23 فیصد تھے اور آج ہم صرف 2.3 فیصد رہ گئے ہیں۔ انڈیا آج بھی ہم سے بہت آگے ہے وہ جنگلات میں تقریباً 25 فیصد ہے۔ میں اپنی بات ختم کرنے سے پہلے ایک بات عرض کرنا چاہوں گا کہ آج کل تجاوزات کے خلاف بہت کچھ ہو رہا ہے۔ کراچی میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کو بھی پتا ہے لیکن لاہور میں بھی جس طریقے سے تجاوزات کے خلاف ہو رہا ہے، میں تجاوزات کے خلاف نہیں ہوں لیکن جو دکانیں pre partition موجود تھیں اور کاروبار موجود تھے؟

جناب چیئرمین! میری آپ سے اور وزیر قانون سے استدعا ہے کہ صرف وہ شاہ عالم مارکیٹ کا ایک چکر لگا لیں اور ذرا دیکھیں کہ شاہ عالم مارکیٹ میں ہوا کیا ہے؟ مشتاق یوسفی ایک جگہ فرماتے ہیں کہ لاہور کے یہ علاقے، یہ سڑکیں اور گلیاں کچھ اس طرح کی ہیں۔

جناب چیئر مین! میں والڈ سٹی کی بات کر رہا ہوں جہاں شاہ عالم مارکیٹ بھی آتی ہے کہ وہاں سے اگر ایک خاتون اور ایک مرد آمنے سامنے سے گزر جائیں تو جگہ نہیں رہتی ان کا صرف نکاح ہی ہو سکتا ہے۔ ان علاقوں میں تو جا کر تباہی مچادی گئی ہے وہ لوگ آج سڑکوں پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ جو کچھ ہو رہا ہے معزز ہاؤس کو اس کا کوئی نہ کوئی تدارک ضرور کرنا چاہئے کہ ایسے چھوٹے چھوٹے علاقے جہاں پر آج سے 60,70 سال پہلے بھی لوگ اسی طرح روٹی روزی کما رہے تھے ان کو چھیڑنے کی کیا ضرورت تھی؟ ڈبل ڈیکر تو پھر دوبارہ سے نہیں چل سکے گی۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جہاں پر تجاوزات ہیں وہاں کارروائی کیوں نہیں کرتے؟

جناب چیئر مین! میں آج آپ کو ایک اور بات بتاتا ہوں کہ جس نے لاہور کے ماسٹر پلان میں پچھلے دس یا بیس سال میں چار، پانچ دفعہ ترمیم کی آپ بتائیں کہ ہمارے وزیر اعظم کا گھر بنی گالہ میں ہے۔ سپریم کورٹ میں یہ کہا گیا اور صحیح کہا گیا کہ اس کی regularization نہیں ہو سکتی اس کا ماسٹر پلان دوبارہ بنے گا۔ یہ بالکل ٹھیک کہا گیا یہ دوبارہ بنے گا اور اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب چیئر مین: شیخ صاحب! میری گزارش ہو گی کہ صرف زراعت تک ہی محدود رہیں، مہربانی۔

شیخ علاؤالدین: جناب چیئر مین! اس وقت گلبرگ اور گارڈن ٹاؤن میں دیکھ لیں جو کچھ ہو رہا ہے خود ہمارے سپیکر صاحب کے گھر کے ساتھ کتنے منزلہ ہسپتال بن رہا ہے اور یہ ایف سی کالج کا علاقہ ہے۔ ایف سی کالج کے سامنے ایک بہت بڑی بلڈنگ بن رہی ہے ان تجاوزات کو بھی دیکھا جائے صرف غریب لوگوں کی تجاوزات کو ہی نہ دیکھا جائے۔ آپ believe کریں کہ دو، دو سو سکیئر فٹ اور آدھا آدھا مرلہ کی دکانیں ہیں جن کو گرایا جا رہا ہے۔ میری یہی گزارشات تھیں۔ بہت شکریہ

جناب چیئر مین: جناب احمد علی اولکھ!

**ملک احمد علی اولکھ:** جناب چیئر مین! آپ کا بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے اس معزز ایوان میں ایگریکلچر پر اظہار خیال کرنے کی دعوت دی ہے۔ یہاں پر دو بہت اہم issues ہیں۔ Current issue تو شوگر کین کا ہے جو فوری حل طلب ہے۔ اس کے علاوہ ایگریکلچر کے بھی بڑے سنجیدہ اور پیچیدہ مسائل ہیں جو اس ایوان میں تفصیل سے زیر بحث آنے چاہئیں۔

جناب چیئرمین!آج ہم شوگر ملوں کو چلانے کے لئے رونا رو رہے ہیں۔اس پر meetings ہو رہی ہیں۔ مجھے یاد ہے کہ شوگر ملوں کی 30 سال کی تاریخ ہے اور 15۔نومبر سے شوگر ملیں چلا کرتی تھیں۔ اب آج تقریباً 6۔دسمبر کی تاریخ ہے اور ابھی تک شوگر ملیں نہیں چلیں۔ ہم نے گزشتہ سال بھی یہ بحران اپنی آنکھوں سے دیکھا، شوگر ملوں کو دیر سے چلانے کی ایک نئی روایت چل پڑی ہے اور دیر سے چلانے سے ایک تیر سے کئی شکار ہوتے ہیں۔ ایک شکار تو حکومت کو engage کرنا ہے۔

جناب چیئرمین! دوسرا شکار بے چارہ ستم زدہ کاشتکار ہے کہ crushing season short ہو جاتا ہے اور کاشتکار کی اپنی crop کی منصوبہ بندی نہیں تو وہ بے بس ہے۔اب کاٹن شدید بیماریوں کا شکار ہو چکی ہے اس کی پیداوار ختم ہو گئی ہے اب کاشتکار کاٹن کی جگہ پر گنّا کاشت کرنے پر مجبور ہوا۔اب گنّا کاشت کر لیا تو پھر پچھلے سال جو کچھ کاشتکاروں کے ساتھ ہوا، یہاں پر مڈل مین کھڑے کر دیئے گئے جو شوگر مل کے مقرر کنڈا جات تھے وہ بند ہو گئے اور مڈل مین نے اونے پونے گنّا خریدا۔ پھر کاشتکار یہاں تک مجبور ہو گیا کہ وہ اس کو جلانے تک آ گیا۔ گنّا ایک مہنگی crop ہے سستی crop نہیں ہے اس پر بڑا خرچہ آتا ہے اس کا پیریڈ لمبا ہے اس کو زیادہ پانی دینا پڑتا ہے اور اس کو زیادہ fertilizer دینی پڑتی ہے۔ یہ بہت مہنگی crop ہے اور صرف کاشتکار اس لئے کاشت کرتا ہے کہ یہ نقد آور crop ہے۔اب اس نے فصل کاشت کر لی لیکن ابھی ہم یہاں پر صرف شوگر ملوں کے چلنے کا رونا رو رہے ہیں۔اب شوگر مل والے بھی ہمارے ملک کے شہری ہیں اور ہماری معیشت کا حصہ ہیں۔ ہمیں ان سے تو کوئی شکایت نہیں ہے لیکن شکایت یہاں پر شوگر فیکٹری کنٹرول ایکٹ کے حوالے سے ہے۔

جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کاشتکار کے مسائل حل کرنے کا راستہ نہ ہے اور وہ فرسودہ ہو چکا ہے۔ قانون سازی کے لئے حکومت ہی initiative لیتی ہے اس کے پاس اکثریت ہوتی ہے اس نے قانون سازی کرنی ہوتی ہے اور شوگر فیکٹری ایکٹ میں قانون سازی کی اشد ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! پہلی بات یہ ہے کہ گنّے کے لئے ایک قیمت طے ہو جاتی ہے اور جب قیمت طے ہو جائے تو پھر اس بات کے بہانے ہوتے ہیں کہ اس ورائٹی میں recovery کی شرح کم ہے، یہ متروک ہو گئی ہے اور اس میں کٹوتیاں کرنا انتہائی نامناسب ہے۔اس حوالے سے اقدام اٹھانے کے لئے قانون سازی کی ضرورت ہے۔ پھر اس میں ناپ تول کا عنصر ہے ان کے ناپ

تول کے ادارے میں جس میں لیبر ڈیپارٹمنٹ اور دوسرے ڈیپارٹمنٹ ہیں وہ کوئی اپنا effective policy role نہیں کر رہے اور ناپ تول میں کاشتکار کے ساتھ بڑا ظلم ہوتا ہے۔ جب قیمت طے ہو جاتی ہے تو پھر اس بات کو ensure کرنا ہماری ذمہ داری ہے کہ مقررہ نرخ پر کاشتکار سے گنّا خریدا جائے۔ جب اگلا مرحلہ آتا ہے تو اس کے بعد پھر کیا ہوتا ہے، کھلے عام مڈل مین ہیں کاشتکار سے سستے داموں گنّا خرید کر بیچ رہے ہیں اور کاشتکار بے چارہ لٹ جاتا ہے۔ اب ناپ تول کے بعد ادائیگیوں کا مسئلہ آتا ہے آپ پوری دنیا میں جائیں کہیں بھی خام مال ادھار پر نہیں ملتا اور یہ ایسا صرف پاکستان میں ہو رہا ہے جب شوگر مل مالکان کی بنکوں کے ساتھ credit line موجود ہے تو اس بات کو کون ensure کرے گا؟ شوگر فیکٹری ایکٹ میں لکھا ہوا ہے کہ پندرہ دن کے اندر شوگر مل مالکان ادائیگی کرنے کا پابند ہو گا۔ اگر پندرہ دن کے اندر ادائیگی نہیں کرتے تو گیارہ فیصد کے لحاظ سے وہ مع interest اس کو ادائیگی کرے گا لیکن آج تک اس بات پر کہیں عملدرآمد نہیں ہوا تو پھر ایسے قوانین کی کیا ضرورت ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہی گزارش کروں گا کہ یہاں پر ہاؤس کی کمیٹی بنائی جائے وہ بیٹھ کر یہ issues discuss کرے۔ اس میں ایک CPR کا معاملہ ہے CPR شوگر کین کی بنتی ہے لیکن اس پر ادائیگی نہیں ہوتی۔ یہاں بہت دفعہ بات ہو چکی ہے، میں کئی دفعہ اس معزز ایوان کا ممبر رہا ہوں اور عرصہ دراز سے یہ معاملہ چل رہا ہے کہ CPR کو چیک کا درجہ دیا جائے اور اگر وہ dishonor ہوتا ہے تو اس پر ایکشن ہو لیکن آج تک اس پر قانون سازی نہیں کی گئی۔ یہ قانون سازی کس نے کرنی ہے؟ ہم نے قانون سازی کرنی ہے۔ یہ اہم issues ہیں شوگر مل مالکان کو ساتھ بٹھایا جائے، کسانوں کے نمائندے بیٹھیں اور ممبران اسمبلی بیٹھیں اور ہاؤس کی کمیٹی بنے اور ان تمام issues کو ایک مرتبہ redress کر دیا جائے تاکہ آپس میں جو کھچاؤ اور تناؤ کی فضا ہے وہ ختم ہو اور کاشتکار بے چارے سکھ کا سانس لے سکیں۔ ان کو ادائیگی ensure کی جائے کیونکہ کاشتکار کو اپنی فصل کی ادائیگی کا کوئی اور راستہ نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! آپ کاشتکار ہیں، آپ یہ دیکھیں کہ جو گنّے کی فصل ہے وہ سٹور نہیں ہو سکتی، کاشتکار کدھر جائے، کھیتوں میں فصل کھڑی ہے، ملیں چل نہیں رہیں اور خریدار کوئی نہیں ہے تو آپ بتائیں کہ کاشتکار کی ذہنی حالت کیا ہو گی؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ اس کے حل کرنے کے لئے سنجیدگی درکار ہے بلکہ انتہائی سنجیدگی درکار ہے۔ پالیسی making والے لوگ کون ہیں؟

پالیسی making والے لوگوں کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ بیٹھ کر ان مسائل کا حل نکالا جائے۔ وقت کی قلت ہے لیکن بہت اہم باتیں ہیں۔

جناب چیئرمین! میں تھوڑی سی گزارش کروں گا کیونکہ آپ نے فوڈ اور ایگریکلچر پر بحث رکھی ہے جب ہم کہتے ہیں کہ پاکستان کی معیشت میں زراعت backbone کا درجہ رکھتی ہے یعنی ریڑھ کی ہڈی کا درجہ رکھتی ہے تو ہم اسے backbone کیوں کہتے ہیں؟ اس لئے کہتے ہیں کہ ہماری معیشت کا دارومدار زراعت پر ہے۔ ہمارا staple food کیا ہے وہ گندم ہے اگر کاشتکار گندم کاشت نہیں کرتا تو خوراک کہاں سے آئے گی اور ہم کتنی گندم import کر سکتے ہیں؟ چاول ہماری خوراک کا اہم حصہ ہے اس طرح باقی فصلوں میں گنّا ہے، سبزیاں ہیں اور پھل ہیں یہ ہمارے ملک میں وافر مقدار میں پیدا ہوتے ہیں اس کے علاوہ ہماری انڈسٹری ہے، اس میں لیبر ہے ہماری GDP میں ایگریکلچر کا شیئر 20 فیصد سے اوپر ہے اور 50 فیصد manpower کو ایگریکلچر شعبہ absorb کر رہا ہے اور 60 فیصد آبادی کا دارومدار زراعت پر ہے پھر آپ کی تمام کاٹن انڈسٹری، ٹیکسٹائل انڈسٹری، شوگر انڈسٹری، فلور انڈسٹری اور fertilizer industry کاشتکار کی income پر base کرتی ہے تو اس طرح آپ یہ دیکھیں کہ جب ہم سمجھتے ہیں کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور معیشت میں زراعت ایک اہم جز ہے پھر ہم cotton crop پر اربوں روپے خرچ کرتے ہیں اور ہم کاٹن کی valuation سے اربوں روپے کی foreign exchange حاصل کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! آج آپ دیکھیں کہ ہم ایک زرعی ملک ہوتے ہوئے 300۔ارب روپے کا edible oil import کر رہے ہیں۔ ہم نے اس کی ریسرچ پر کام نہیں کیا۔ ہمارے پاس باقی بہت ساری ایسی اجناس ہیں جن میں ہم خود کفیل ہو سکتے ہیں۔ اس طرح ہم زرمبادلہ کے لئے باہر مارے مارے پھر رہے ہیں لیکن اپنے ملک کے اندر زراعت کے جو اہم معاملات ہیں اس پر توجہ نہیں دے رہے۔

جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ ہمارے ملک میں کاشتکار کے constraint کیا ہیں، ہماری پیداوار کیوں ایک stage پر کھڑی ہے، گندم کی اوسط پیداوار 28 من فی ایکڑ اور 30 من فی ایکڑ سے زیادہ نہیں بڑھ سکی، چاول کی اوسط پیداوار 38 من فی ایکڑ سے زیادہ نہیں بڑھ سکی اور گنّے کی 600 سے 700 من فی ایکڑ اوسط پیداوار سے زیادہ نہ بڑھ سکی۔

جناب چیئر مین! آپ دیکھیں کہ کاٹن کی اوسط پیداوار 22 من فی ایکڑ سے زیادہ نہیں بڑھ سکی۔ آپ پچھلے پانچ، چھ اور دس سالوں کا چارٹ اٹھا کر دیکھ لیں کہ ہماری پیداوار کہاں کھڑی ہے اور جمود کا شکار ہے۔ اس کے constraints کیا ہیں؟ Constraints یہ ہیں کہ سب سے پہلے زمین کی تقسیم دیکھیں، قانون وارثت کے تحت زمین جو حصوں میں تقسیم ہو رہی ہے اس کا سائز چھوٹا ہو رہا ہے سمال سائز کے فارم ہو گئے ہیں تو وہ economical نہیں رہے۔

جناب چیئر مین! دوسرا سب سے بڑا constraint کیا ہے؟ سب سے بڑا constraint fertilizer ہے جو زراعت کے لئے اہم جز ہے۔ پچھلے کاشت کے سیزن میں 1300 روپے فی بیگ یوریا کھاد کی قیمت تھی اور ڈی اے پی کی قیمت 2300 سے 2500 روپے تھی آج یوریا کھاد کی قیمت 1800 روپے فی بوری ہے اور ڈی اے پی کی قیمت 3800 روپے فی بوری ہے۔ آپ ہمارے ملحقہ ملک میں جائیں، ہمیں اس بات پر شرم آتی ہے اور ہمیں مثال نہیں دینی چاہئے۔ آج وہاں 550 روپے فی بیگ یوریا کھاد مل رہا ہے جو کہ ہمارے پاکستان کے روپے کے مطابق 550 روپے میں مل رہا ہے اور یہاں پر 1800 روپے میں فی بیگ مل رہا ہے۔

جناب چیئر مین! کسی نے پوچھا کہ کیوں 1300 روپے سے بڑھ کر 1800 روپے فی بیگ چلا گیا؟ جب ہم اس میں گیس پر سبسڈی دے رہے اور کوئی اس پر foreign exchange خرچ نہیں ہوتا، پاکستان کے اندر 48 لاکھ ٹن سے زیادہ یوریا کھاد پیدا ہو رہا ہے ہم اس میں خود کفیل ہیں اور اس میں کوئی foreign exchange خرچ نہیں ہوتا۔ یہاں پر کھاد کے بیگ پر کوئی قیمت نہیں لکھی جاتی، کاشتکار کو بتایا نہیں جاتا کہ کھاد کی فی بیگ کی قیمت 1200 اور 1300 روپے سے بڑھا کر 1800 روپے کیوں کی گئی۔ ڈی اے پی کی قیمت 3800 روپے پر پہنچ چکی ہے۔

جناب چیئر مین! دیکھیں! گندم کی پیداوار کم ہو گی کیونکہ چھوٹے کاشتکار اتنی استعداد نہیں رکھتے۔ جب inputs کی قیمتیں بڑھیں گی تو پھر کاشتکار کے پاس کیا ذرائع ہوں گے کہ وہ اس میں اپنی بہتر income کرے اور اس پر اخراجات کر سکے۔ آپ یہ دیکھیں کہ کھاد کے علاوہ، مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ آج چھوٹا کاشتکار کھاد استعمال نہیں کرتا۔ آپ بیج پر آ جائیں بے چارہ چھوٹا کاشتکار فرسودہ اور پرانے بیج استعمال کر رہا ہے۔ سیڈ انڈسٹری ایک مافیا کی شکل اختیار کر چکی ہے کاشتکار کو خالص بیج نہیں ملتا، زرعی ادویات بھی نہیں ملتیں یہ معاملات وفاقی حکومت سے متعلق ہیں۔ کھاد کا معاملہ فیڈل گورنمنٹ سے متعلق ہے سیڈ کا معاملہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ زرعی ادویات کا معاملہ بھی فیڈرل گورنمنٹ سے ہے۔ یہ ساری in puts ہیں ٹریکٹر بھی مہنگے ہیں۔ پوری

دنیا میں ایگریکلچر پر سبسڈی دی جا رہی ہے لیکن بد قسمتی سے پاکستان میں2012-13 میں ایگریکلچر پر17 فیصدRGSTنافذ کر دیا گیااورin putsپر سولہ سترہ فیصد ٹیکس لگا دیا گیا۔اس سے بڑا ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک کاشتکار ملک کے لئے گنّا پیدا کر رہا ہو اور کاشتکار ملک کی انڈسٹری کے لئے خام مال فراہم کر رہا ہو۔دنیا میں کہیں بھی ایسا نہیں ہوتا کہ خام مال پر ٹیکس یاRGSTلگا دیں۔ ابھی بھی کھاد پر پانچ فیصد ایکسائز ڈیوٹی ہے،RGSTہے اسی طرح ٹریکٹر پر چھ فیصد ایکسائز ڈیوٹی ہے۔

جناب چیئرمین!میں آپ سے استدعا کروں گا کہ براہ مہربانی تمام ٹیکسز ختم کر دیئے جائیں۔شوگر ملیں تو گنّے سے چینی پیدا کر رہی ہیں ان پر صرف شوگر ملوں نے 12۔ارب روپے ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں آمدنی آ رہی ہے جوindirectlyکاشتکار ہی فراہم کر رہا ہے۔اگر12۔ارب روپے ایکسائز ڈیوٹی شوگر ملوں سے آ رہی ہے تو اسے اپنے اخراجات میں ڈال کر مل مالکpure منافع بناتا ہے۔یہ ایکسائز ڈیوٹی کونpayکر رہا ہے ؟ یہindirectlyکسان ادا کر رہا ہے،کسان indirect taxationمیں کھربوں روپے دے رہا ہے اور کاشتکار پر احسان کیا جاتا ہے کہ ہم اسے کھاد پر سبسڈی دے رہے ہیں۔اگر پچھلے سال کھاد کا ریٹ-/1300روپے فی بوری تھا تو اب بھی اسے-/1300روپے ہی ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین!میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگرin putsکی قیمتیں پیداوار کے تناسب سے مناسب نہ ہوئیں تو زرعی پیداوار اور کم ہو گی۔سیڈ کے معاملے میںNorman E Borlungکا نام آتا ہے جسے نوبل پرائز ملا میکسی پاک سے پہلے گندم کی پیداوار فی من تیرہ سے پندرہ من فی ایکڑ تھی لیکن اس نے میکسی پاک کی ورائٹی تیار کی جس کی وجہ سے گندم کے فیلڈ میں ایک انقلاب برپا ہوا اور اسے نوبل پرائز ملا۔Norman E Borlungکا نام دنیا میں چمکتے ستارے کی طرح ہے کہ اس نے گندم کی ایک شاندار ورائٹی تیار کر کے پوری دنیا سے بھوک کا خاتمہ کیا۔ ہمارےsyentestsنے اچھی پیداوار کے لئے ورائٹیز تیار کی ہیں لیکن ابھی بہت کام کرنے کی ضرورت ہے اور ریسرچ پر بہت کام کی ضرورت ہے۔اسی طرح میکنائزڈ فارمنگ کی ضرورت ہے اور اس میں کاشتکاروں کو سود سے پاک قرضے دینے کی ضرورت ہے۔اگر آپ کاشتکار کو ساری سہولتیں نہیں دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ2.4 فیصد سالانہ کے حساب سے ہماری آبادی بڑھ رہی ہے اور زمینیں کم ہو رہی ہیں اس میں ہاؤسنگ سکیمیں بن رہی ہیں اس میں کہیں سیم آ رہی ہے اور زمینیں کم ہو رہی ہیں اس لئے ہماری پیداوار کم ہو رہی ہے۔جبfood secourerکاissue پیدا ہوتا ہے تو پوری حکومت دوڑ پڑتی ہے۔میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا چونکہ ہم جہاں بیٹھے ہیں

یہاں فیصلہ سازی نہیں کرتے ہم اپنے catharsis کر رہے ہیں اپنے جذبات کا اظہار کر سکتے ہیں لیکن پالیسی نہیں بنا سکتے۔

جناب چیئرمین! میں امید کرتا ہوں کہ ہم مل بیٹھ کر یہاں پر جو وزرائے کرام تشریف رکھتے ہیں میں ان کا مشکور ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ پالیسی بنانے کے لئے ممبران پر مشتمل کمیٹی بنائیں تاکہ ان issues کے حل کر لئے تجاویز مرتب کی جائیں اور کاشتکار کی بہتری، ملک کی بہتری کے لئے معیشت کی بہتری کے لئے مناسب اور fruit full کام کیا جا سکے۔ بہت شکریہ

**جناب چیئرمین:** جناب محمد ارشد جاوید!

**جناب محمد ارشد جاوید:** بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! مجھے وقت دینے کا شکریہ۔ جیسا کہ ہم پنجاب کے tail کے علاقے سے ہیں اسی طرح ہمیں وقت بھی tail پر ہی دیا گیا ہے لیکن میں پھر بھی آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آج کے دو اجلاسوں سے پہلے جب اپنے علاقے میں جاتا تھا اپنے حلقے میں جاتا تھا تو مجھ سے لوگ پوچھتے تھے کہ اسمبلی کی کارروائی کیا ہوئی؟ تو میں انہیں بتاتا تھا کہ شرمندگی ہوئی میرے پاس صرف ایک ہی جواب تھا کہ شرمندگی ہوئی۔ قطع نظر اس چیز کے ان بنچوں سے یا اس طرف کے بنچوں سے لیکن مجھے کل کی اور آج کی کارروائی دیکھ کر مجھے خوشی ہوئی کہ شاید ہم کسی سیدھی راہ پر چل پڑے ہیں۔

جناب چیئرمین! میرے پاس آج الفاظ نہیں ہیں کہ میں زمیندار کا کسان کا درد بھری کہانی یا رونا کن الفاظ سے شروع کروں۔ میں آپ کو جانتا ہوں آپ بھی ایک زمیندار گھرانے کے چشم و چراغ ہیں اور خود بھی زمیندارہ کرتے ہیں۔

جناب چیئرمین! یہاں پر بہت باتیں ہوئیں جو کہ long term policy کی ہیں، ہمارے چھوٹے چھوٹے issues جو ادھر ہی حل ہو سکتے ہیں میں آج ان پر بات کروں گا۔ کپاس ملک کی وہ فصل ہے جو سب سے زیادہ زرمبادلہ دیتی ہے اسے ایک سازش کے تحت شوگر مافیا اکٹھا ہوا، ہمارے ایک ضلع میں چھ چھ ملیں لگائی گئیں اور ان کی اتنی زیادہ کرشنگ ہے کہ شاید وہ بتاتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہماری مل ایشیا کی سب سے زیادہ کرشنگ کرنے والی شوگر ملز ہے اور ملک کا بیڑہ غرق کیا گیا ہے۔ ضلع رحیم یار خان وہ ایک ضلع تھا جو پورے صوبہ سندھ کے برابر کپاس کی پیداوار دیتا تھا اور یہ وہ ضلع ہے جس نے اس کوالٹی کا گنّا پیدا کر کے دیا ہے کہ تمام اپر پنجاب سے

ملیں وہاں پر شفٹ ہونا شروع ہو گئیں لیکن ہمیں اس کے بدلے میں کیا ملا ؟ دھکے ، گالیاں اور دہشت گردی کے پرچے ملے۔

**وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری):** جناب چیئرمین! پوائنٹ آف آرڈر۔

**جناب چیئرمین:** جی چودھری صاحب!

**وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری):** جناب چیئرمین! ہمارے معزز ممبر بات کر رہے ہیں کہ رحیم یار خان میں شوگر ملیں شفٹ ہوئیں۔ میری استدعا ہے کہ ذرا وضاحت کے ساتھ بتادیں کہ کن کن لوگوں نے شفٹ کیں تاکہ ایوان کی معلومات میں اضافہ ہو سکے۔

**جناب چیئرمین:** ارشد صاحب! یہ ضروری پوائنٹ ہے۔

**جناب محمد ارشد جاوید:** جناب چیئرمین! میں یہ بھی بتا دوں گا اور قطعی طور پر اس بات سے گریز نہیں کروں گا۔ جن کی بات آپ کر رہے ہیں۔ وہاں سب سے زیادہ کرشنگ کرنے والا گروپ JDW ہے جو آپ کی طرف ہے۔

**وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری):** جناب چیئرمین! میں نے ملیں شفٹ کرنے کی بات کی ہے۔

**جناب چیئرمین:** جی، منسٹر صاحب!

**وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری):** جناب چیئرمین! میں کرشنگ capacity کی نہیں بلکہ shifting کی بات کی ہے۔

**جناب محمد ارشد جاوید:** جناب چیئرمین! منسٹر صاحب! میں اس بات کا آپ کو جواب دوں گا۔ وہاں سب سے بڑا گروپ JDW گروپ ہے اور انہوں نے ابھی ابھی ایک مل خرید کی ہے اور آپ کے بھی علم میں ہو گا۔ جو شفٹ ہوئی ہے وہ چلی نہیں ہے۔ وہ نہ چلنے کی وجہ سے بھی ہمارے زمیندار کا بیڑہ غرق ہوا ہے۔ وہاں 9 ملیں لگ گئیں۔

**معزز ممبران:** نام بتادیں۔

**جناب محمد ارشد جاوید:** جناب چیئرمین! میں بتا دیتا ہوں اس میں کوئی شرم والی بات ہی نہیں ہے میاں محمد نواز شریف کی مل shift ہوئی ہے۔ جب وہ ملیں شفٹ ہو رہی تھیں اس وقت بہت سارے لوگ ان بنچوں پر بیٹھے ہوئے تھے ہم آج ان بنچوں پر ہیں لیکن وہ آج بھی ان بنچوں پر ہیں۔

کیا وہ اس وقت سوئے ہوئے تھے؟ بہر حال یہ بات track سے ہٹ رہی ہے لیکن میں اپنی اصل بات کی طرف آتا ہوں۔ کپاس کی فصل ختم کر کے بیڑہ غرق کیا گیا۔ کتنے کتنے ارب روپے کی سبسڈی دی گئی۔ اگر یہ سبسڈی کپاس کی فصل پر ٹیکسٹائل کو دے دی جاتی تو قطعی طور پر ہمارا ملک زر مبادلہ کے معاملے میں اتنا پریشان نہ ہوتا جتنا اس وقت ہے۔ ہم چینی باہر بھیجنے کے لئے سبسڈی دے رہے ہیں کیا اگر یہ کپاس ہوتی تو ایسا معاملہ ہوتا؟ یہاں پر ایک بات کی گئی کہ کپاس کی فصل بیٹھ گئی۔ نہیں ایسی بات نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ہم اس بات پر سوچنا ہے کہ کیا ہمارے جو ریسرچ کرنے والے ادارے ہیں کیا ہم نے انہیں فنڈ دیا اگر دیا تو کتنا دیا؟ ایک اچھا زمیندار کپاس کی فصل چالیس من فی ایکڑ لے رہا ہے اور دوسرا اس کے ساتھ والا دس من لے رہا ہے تو یہ فرق کیوں ہے، اس کی سٹڈی کرنا کس کا کام ہے اور کیا یہ گورنمنٹ کا کام ہے یا زمیندار کا قصور ہے؟ اس میں دونوں طرف کوتاہیاں ہیں زمیندار کی طرف بھی ہو گی لیکن سب سے زیادہ کوتاہی گورنمنٹ کی طرف سے ہے اور حکومتی اداروں کی طرف سے ہے۔

جناب چیئرمین! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ 1997 سے لے کر 1999 تک کی جو regime تھی اس میں ایک ایگریکلچر ٹاسک فورس بنی تھی جس کے چیئرمین جہانگیر ترین خان تھے۔ میں حق بات لازماً کروں گا۔

(اذانِ عصر)

جناب چیئرمین: جی، جناب محمد ارشد جاوید!

**جناب محمد ارشد جاوید:** جناب چیئرمین! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ 1997 سے 1999 تک کی regime میں ایک ایگریکلچر ٹاسک فورس بنائی گئی تھی جس کے چیئرمین جہانگیر ترین خان تھے۔ ایک CCMG یعنی Cotton Crop Management Group بنا تھا اور اس کی ملتان میں ہر پندرہ دن بعد میٹنگ ہوا کرتی تھی۔ میں اس CCMG کا founder member ہوں۔ اس دوران زمینداروں نے کپاس کی ڈیڑھ کروڑ گانٹھیں پیدا کر کے ملک پاکستان کو دیں۔ آپ ڈیڑھ کروڑ گانٹھ کی value لگائیں اگر آج ہمارے پاس ڈیڑھ کروڑ گانٹھیں ہوں تو اس سے ہمارے ملک میں بہت زیادہ زر مبادلہ آ سکتا ہے لیکن بد قسمتی سے وہاں پر شوگر مافیا کا ایک گروپ اُٹھا اور اس نے زمینداروں کو گنّے کی کاشت کی طرف convert کیا اور تمام کے تمام زمینداروں سے گنّا کاشت کروا

دیا۔ پہلے چینی کی قیمت -/40روپے فی کلو تھی اور ہم نے 230,240یا 250روپے فی من کے حساب سے گنّا فروخت کیا تھا۔اس وقت ملوں کے پاس کوئی پاور پلانٹس نہیں تھے۔آج چینی کی قیمت -/50روپے فی کلو ہے لیکن شوگر مافیا کسان سے -/180روپے فی من کے حساب سے بھی گنّا لینے کے لئے تیار نہیں۔ پچھلے سال گنّے کے کاشتکاروں کے ساتھ بہت زیادتی ہوئی ہے۔کسان کو اوسطاً گنّے کی قیمت -/120روپے فی من بھی نہیں مل سکی۔اس بُرے طریقے سے،بے ایمانی اور بد دیانتی سے کٹوتیاں لگائی گئیں کہ زمیندار کو معلوم ہی نہیں ہو سکا کہ اس کا گنّا کتنا گیا تھا اور اس میں سے کتنے وزن کی کٹوتی کر لی گئی ہے۔ظلم کی انتہا دیکھیں کہ زمیندار کسی وزن کرنے والے کنڈے کو چیک نہیں کروا سکتا۔

جناب چیئر مین!میں برملا پوچھتا ہوں کہ کنڈے پر گنّے کی ٹرالی چڑھتی ہے،وزن کرنے والا کانٹا computerized ہے اور اس پر جو gross weight نکلتا ہے وہ بعد میں CPR پر کیسے کم ہو جاتا ہے،مارکیٹ کمیٹی والے کیا کرتے ہیں،کیا انہوں نے کبھی اس بارے میں جا کر پوچھا ہے کہ gross weight کو کیوں کم کر دیا جاتا ہے ؟اس میں ہمیں بھی بے ایمان بنایا جاتا ہے۔

جناب چیئر مین!میری گنّے کی ٹرالی 600من وزن کی گئی جبکہ CPR پر اس کا وزن 400من لکھا گیا اور میری 200یا 250من کٹوتی کر لی گئی جس کا مجھے پتا ہی نہیں لہٰذا میں تو 400من کے حساب سے مزدوری اور کرایہ ادا کروں گا جو کہ اس مزدور اور ٹرالی والے کے ساتھ ظلم ہے۔ان شوگر ملز والوں نے ہمیں بھی بے ایمان بنایا ہے۔

جناب چیئر مین!میں یہ مطالبہ کروں گا کہ CPR gross weight پر لکھا جائے اور پھر اس میں سے جو کٹوتی کی جائے اس کا بھی اندارج کیا جائے۔یہ ظلم پورے پنجاب کے زمینداروں کے ساتھ ہوتا رہا ہے،ہو رہا ہے اور اس سال بھی ہو گا۔

جناب چیئر مین!اب میں پھر کپاس کی طرف آتا ہوں کہ جب ہم نے پاکستان کو ڈیڑھ کروڑ گانٹھیں پیدا کر کے دیں تو اس کا ہمیں کیا credit ملا؟اس کے بدلے میں ہمیں دھکے اور کٹوتیاں ملیں۔ہمارا زمیندار بہت زیادہ talented ہے۔زراعت کے معاملے میں جو ممالک ترقی یافتہ ہیں ہمارا زمیندار ان سے کہیں زیادہ talented ہے۔ترقی یافتہ ممالک کا زمیندار کروڑوں روپے کی مشینری سے کام کرتا ہے جبکہ ہمارا زمیندار ایک جُگاڑ لگا کر وہی کام کر لیتا ہے۔

جناب چیئر مین!میں آپ کو اس کی مثال دیتا ہوں کہ میں 1996میں آسٹریلیا گیا تھا اور وہاں پر میں نے ایک زرعی مشین دیکھی جس کی قیمت اُس وقت وہاں پر 60لاکھ روپے تھی لیکن

میں نے وہی مشین اپنے فارم کے لئے یہاں پر خود تین لاکھ میں تیار کی تھی۔آپ میرے پاس تشریف لائیں تو میں آپ کو وہ مشین دکھاؤں گا۔ ہمارے زمیندار میں talent ہے لیکن اسے اس کی فصل کی صحیح قیمت وصول نہیں ہوتی۔ زمیندار کی حالت زار تو یہ ہے کہ اگر اس کا بچہ بیمار ہو جائے اور وہ اس کی دوائی لے آئے تو پھر رات کو اسے بھوکا سونا پڑتا ہے اور اگر وہ کھانا کھاتا ہے تو پھر بچے کو دوائی لے کر نہیں دے سکتا اور اس کا بچہ دوائی کے بغیر مر جاتا ہے۔آپ ہمارے علاقے میں کھیتوں میں کام کرنے والے مزدور کی تنخواہ دیکھیں۔آپ بھی اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں کیا یہ ظلم نہیں ہے؟

جناب چیئرمین!میں یہ گزارش کروں گا کہ ان معاملات پر توجہ دیں، marketing system کو ٹھیک کریں۔کسان سے کبھی گنا -/250 روپے اور کبھی -/100 روپے فی من کے حساب سے خریدا جاتا ہے۔ زمیندار سے کبھی آلو کا ٹرک چار لاکھ روپے میں خریدا جاتا ہے اور کبھی کرایہ بھی اسے جیب سے دینا پڑتا ہے۔ یہ کس کا قصور ہے، کیا یہ زمیندار یا پالیسی ساز اداروں کا قصور ہے، ہماری مارکیٹ کمیٹیاں کیا کر رہی ہیں اور ہمارے شماریات کے ادارے کیا کر رہے ہیں؟ اگر آپ ان معاملات کو ٹھیک کر لیں گے تو زمیندار بھیک مانگنے سے بچ جائے گا۔

جناب چیئرمین!جب تک آپ crop zoning نہیں کریں گے اس وقت تک معاملات درست نہیں ہو سکتے۔آپ کے شماریات والے ادارے مفت میں تنخواہیں لے رہے ہیں۔ وہ پٹواری کے پاس جاتے ہیں، وہاں سے خسرہ یا گرداوری کا رجسٹر اٹھاتے ہیں اور figures لکھ لیتے ہیں۔ یہ جو کاشت کے لئے figures بتاتے ہیں وہ درست نہیں ہوتے بلکہ ان کے تمام figures fake ہوتے ہیں لہٰذا میں تجویز کروں گا کہ crop zoning کی جائے۔

جناب چیئرمین!زمیندار کو پہلے بتایا جائے، ملز والے خود زمیندار کو جا کر بتائیں کہ ہم اتنے ایکڑ سے زیادہ گنا نہیں خریدیں گے اور اگر پھر بھی کوئی زمیندار زیادہ کاشت کرتا ہے تو وہ خود اس کا ذمہ دار ہوگا۔ جب انہوں نے گنا کاشت کروانا ہوتا ہے تو جو گنا پہلے -/180 روپے فی من میں خرید رہے تھے وہی گنا سیزن کے آخری دنوں میں -/250 روپے فی من کے حساب سے خریدتے ہیں تاکہ اگلے سال زمیندار ان کے چکر میں آ کر زیادہ گنا کاشت کرے اور یہ عمل کئی سالوں سے ہو رہا ہے۔

جناب چیئرمین! میں خود ایک کاشتکار ہوں، میں اپنے ہاتھ سے کام کرتا ہوں اور میں آج بھی اپنے ہاتھ سے کام نہ کروں تو مجھے سکون کی نیند نہیں آتی۔ یہ میرا ہاتھ کٹا ہوا ہے، میں مکینک ہوں، میں خود خراد کا کام کرتا ہوں اور اس پر میں فخر محسوس کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبر نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر دکھایا)

(نعرہ ہائے تحسین)

**جناب چیئرمین:** جناب محمد ارشد جاوید! مہربانی کر کے wind up کر لیں کیونکہ ابھی بہت سے معزز ممبران نے بات کرنی ہے۔

**جناب محمد ارشد جاوید:** جناب چیئرمین! جی، بہتر ہے۔ میں wind up کر لیتا ہوں۔ اس مرتبہ ہمارے وزیر زراعت نے پورے سیزن میں کپاس کی فصل کے حوالے سے صرف دو میٹنگز لیں۔ میں نے پہلی میٹنگ میں ان سے گزارش کی تھی کہ ہمارے محکمہ اریگیشن اور محکمہ زراعت کی آپس میں کوئی coordination نہیں ہے۔ زراعت پانی کے بغیر ہو سکتی ہے اور نہ ہی نہریں زراعت کے بغیر چلائی جا سکتی ہیں لیکن ان کا coordination zero ہے۔ میں نے میٹنگ میں ان سے گزارش کی تھی کہ اس پر غور کیا جائے۔

جناب چیئرمین! اب میں ایک اہم issue کی طرف آتا ہوں یہ رونا تو بہت لمبا ہے مارکیٹنگ کا سسٹم ٹھیک ہو جائے تو زمیندار کچھ نہ کچھ بچ سکتا ہے۔ گندم کی بات کریں تو گندم کی support price Rs. 1300 مقرر کی گئی لیکن میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ support price میں سے 40 فیصد بھی زمیندار کو نہیں ملتی۔ یہاں پر وزیر خوراک تشریف فرما ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ اس بار تو آپ کی حکومت ہے اللہ تعالیٰ آپ کو ہمت دے اگر آپ باردانہ کی منصفانہ تقسیم کرا دیں گے تو پوری support price زمیندار تک پہنچ جائے گی۔

جناب چیئرمین! ضلع رحیم یار خان میں پانی کا بھی بڑا اہم issue ہے۔ میں مختصراً بات کرتا ہوں عباسیہ لنک کے نام سے ایک نہر نکالی گئی۔ عباسیہ لنک پر پانی چوری اتنی زیادہ ہے کہ اُس نہر سے موگے نہیں، پائپ نہیں، جھٹے نہیں بلکہ غیر قانونی طور پر 104 نہریں اُس area کو نکالی گئیں جس کے ایک ایکڑ رقبہ پر بھی اس سسٹم کی command نہ ہے۔ وہ نہریں چلتی رہیں جس سے زمیندار کا گلا بالکل گھونٹ دیا گیا اور یہ ضلع رحیم یار خان کی تین تحصیلوں کے تین سے ساڑھے تین لاکھ خاندان کے بارے میں، میں یہاں پر برملا کہوں گا کہ وہ چور بنیں گے، ڈاکو بنیں گے یا

بھکاری بنیں گے۔ ہم نے اُس مسئلے پر احتجاج کیا، ہم نے کوشش کی، ہم نے ہر دروازہ کھٹکھٹایا۔ ہم نے وزیراعظم کو لکھا، ہم نے چیف جسٹس کی رجسٹری برانچ کے سامنے جاکر بھی دھرنا دیا، ہم ڈی سی کے پاس گئے، چیف انجینئر کے پاس گئے اور ہر افسر کے پاس گئے لیکن کسی نے بھی ہماری بات نہیں سُنی۔ اُس کے بعد ہم نے ایک پُرامن دھرنا دے دیا جس میں کسی ایک گاڑی کا بھی شیشہ ٹوٹا ہو، کسی کو گالی دی گئی ہو، کسی کو تھپڑ یا وٹا تک مارا گیا ہو میں یہاں پر ذمہ دار کھڑا ہوں ہم اُس کا پرچہ بھگتنے کے لئے تیار ہیں۔ ہم نے 12۔نومبر کو یہ دھرنا دیا، 13۔نومبر کو کمشنر صاحب نے ہمارے نمائندوں کو بلا کر ہمارا مؤقف تسلیم کیا۔ معزز وزیر قانون مجھے ٹائم دیں گے تو میں تمام supporting documents ان کو پیش کروں گا۔ چیف انجینئر کی رپورٹ اور کمشنر صاحب کے ساتھ میٹنگ کی رپورٹ پڑھیں انہوں نے برملا تسلیم کیا ہے کہ عباسیہ لنک سے پانی کی کھلے عام چوری ہو رہی ہے۔ 13۔نومبر کو یہ 104 نہریں بند کرنا طے ہوگیا لیکن انہوں نے کہا کہ ان نہروں کو بند کرنے کے لئے ہمارے پاس فنڈز نہیں ہیں تو زمینداروں نے رضاکارانہ طور پر 70 لاکھ روپیہ اکٹھا کر کے انہیں بند کرنا شروع کیا جن میں سے کافی بند ہو چکی ہیں کوئی 28 کے قریب بند ہونی باقی ہیں۔۔۔

**جناب چیئرمین:** چودھری صاحب! آپ کو بہت ٹائم ہوگیا ہے آپ مہربانی کر کے اب تشریف رکھیں۔ جناب محمد ارشد ملک!

**جناب محمد ارشد ملک:** جناب چیئرمین! بہت شکریہ کہ آپ نے آج ایک اہم موضوع پر بات کرنے کے لئے وقت دیا۔ جس طرح بہت سارے معزز ممبران حزب اقتدار اور معزز ممبران حزب اختلاف نے اس موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ہمارے ملک کے 70 to 80 فیصد لوگ زراعت سے منسلک ہیں اور ہمارے ملک میں زراعت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، جناب محمد ارشد ملک! اپنی بات جاری رکھیں۔

**جناب محمد ارشد ملک:** جناب سپیکر! ایک المیہ ہے کہ 70 سال سے لے کر آج تک زراعت کے حوالے سے کوئی ایسی پالیسی نہیں بنائی گئی جس سے زمیندار کو خاطر خواہ فائدہ ہو۔ معزز ممبران حزب اقتدار کی طرف سے ہر بات پر دس دس سال کی باتیں کی جاتی ہیں حتیٰ کہ حزب اختلاف کی طرف سے کوئی اچھی تجویز بھی آتی ہے تو اُس کو بھی مذاق کی نذر کر دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ to be on the floor of the House ایک ذمہ داری کی بات ہے کیونکہ ہم عوام سے ایک confidence لے کر آتے ہیں۔ زمیندار تین دن سے دھرنا دے کر بیٹھے ہیں، اُن کے بڑے genuine issues ہیں اور ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ ہمارے وزیر زراعت کا تعلق ایک زمیندار گھرانہ سے ہے اگر اس وقت بھی آپ نے اس کے لئے کچھ نہ کیا اور پرانے پاکستان سے نکل کر اب ہم ریاست مدینہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ وزیراعظم کو تو بتا دیا گیا ہے کہ اب آپ تنقید نہ کیا کریں کیونکہ اب آپ وزیراعظم ہیں۔ میں اپنے حکومتی بنچوں کے دوستوں سے بھی گزارش کروں گا کہ آپ بھی اب حکومت میں ہیں۔ آپ اب پالیسی بنانے کی طرف آئیں۔

جناب سپیکر! یہ وہ کسان ہے جو بہت محنت کرتا ہے، جو سارا سال محنت کر کے فصل اگاتا ہے اور جب اسے ثمر ملنے کا وقت آتا ہے تو زرعی پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے کاشتکار استحصال کا شکار ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! ہم جنوبی پنجاب کی بھی tail پر ہیں اور سنٹرل پنجاب کی بھی tail پر ہیں۔ اب وقت بھی کم ہے اس لئے میں تجاویز کی طرف آؤں گا۔ ہم پر مہربانی کی جائے جیسا کہ ہمارے ضلع ساہیوال میں آلو کی بہت بڑی فصل ہوتی ہے۔ ہمارا علاقہ گندم کا علاقہ ہے۔

جناب سپیکر! میں پچھلی اسمبلی میں بھی الحمدللہ ممبر رہا ہوں۔ ہم نے اس ایوان میں گندم، کپاس، چاول اور آلو کی برآمد اور جامع پالیسی بنانے کے لئے ایک قرارداد پاس کرائی تھی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج ہم ان زمینداروں کو اگر فائدہ دینا چاہتے ہیں تو ہمیں وقت پر پالیسی بنانی چاہئے اور اس پر عملدرآمد کرنا چاہئے۔ میرے فاضل دوست نے بالکل ٹھیک کہا کہ statistics والے تو نظر ہی نہیں آتے کہ وہ کدھر ہیں۔ اس وقت یہ معلوم ہی نہیں ہوتا کہ کتنی فصل کون سی ہو گی اور ان کے لئے کیا اقدامات کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر! آج کے اجلاس کا وقت ختم ہونے والا ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ ہماری تجاویز کو دیکھ لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر زراعت ممبران کی تجاویز کو نوٹس کر رہے ہیں۔

**جناب محمد ارشد ملک:** جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ گندم کی 1300 روپے فی من support price ہے۔ آج تک زمیندار کو وہ قیمت نہیں ملی۔ زمیندار کو زیادہ سے زیادہ ایک ہزار روپیہ قیمت ملتی ہے اور 300 روپے کوئی middleman اور دوسرے لوگ کھا جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کے پاس حقیقی اعداد و شمار نہیں ہوتے کہ گورنمنٹ نے کتنی گندم خریدنی ہے۔ ان کے پاس کتنی capacity ہے، کتنے انتظامات ہیں اور کتنی گندم پیدا ہوئی ہے۔ یہ ایک بڑا المیہ ہے جس کو دیکھنے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں نے پچھلے دور میں بھی وہ پالیسیاں دیکھی ہیں۔ اگر دسمبر تک پالیسی بنا دی جائے کیونکہ دسمبر کے مہینے تک گندم کی بوائی ہو جاتی ہے۔ اس کا اعداد و شمار لیا جائے جو جنوری تک مکمل ہو جائے۔ آپ کے گاؤں کے لمبردار یا مسجد کے امام کے پاس وہ فہرستیں ہوں۔ اس کے بعد فروری تک خرید کے تمام انتظامات کر لئے جائیں کہ آپ کی کتنی گندم پیدا ہوئی ہے اور کتنی خرید کرنی ہے۔ اس کے مطابق آپ کے پاس storage capacity کتنی ہے اور آپ کے bank arrangements کتنے ہیں؟ ہمارے زمیندار کی حالت یہ ہوتی ہے کہ جب وہ گندم کو کاٹ لیتا ہے اور اپنے گھر، برآمدے یا چھوٹے بڑے سٹور میں اکٹھی کر لیتا ہے تو پھر وہ اس گندم کو بیچنے کے لئے پریشان ہو جاتا ہے۔ زمیندار نے جس فصل کو چھ ماہ خون پسینہ بہا کر اگایا ہوتا ہے اور اس پر محنت کی ہوتی ہے تو پھر اس فصل کو بیچنے کے لئے اسے جلدی ہوتی ہے کہ یہ خراب نہ ہو جائے، بارش نہ آ جائے یا ایسا حادثہ نہ ہو جائے کہ فصل خراب ہو جائے۔ گورنمنٹ کی پالیسی نہ ہونے کی وجہ سے زمیندار کو اپنی فصل سستے داموں middleman کو بیچنی پڑتی ہے۔ اسی طرح آج بھی محکمہ خوراک پالیسی نہیں بنا سکا۔ ان کی کتابیں 1947 یعنی پاکستان بننے سے آج تک وہی استعمال ہو رہی ہیں اور وہی لکھا ہوا آ رہا ہے۔ وزیر خوراک بڑے energetic ہیں میں ان سے امید رکھتا ہوں کہ یہ اس پر کچھ نہ کچھ عمل کریں گے۔ اگر یہ گندم پر بروقت منصوبہ بندی کر لیں۔ آج محکمہ خوراک کے گوداموں میں 55 لاکھ ٹن گندم موجود ہے۔ ان کی تقریباً روزانہ 35 سے 36 ہزار ٹن گندم فلور ملوں کو فروخت ہو رہی ہے۔ گندم کی نئی فصل آنے والی ہے اور شرح تناسب کے مطابق ان کے پاس 20 سے 25 لاکھ ٹن گندم بچ جائے گی۔ اگر یہ بروقت منصوبہ بندی کریں اور پالیسی بنائیں تو یہ آنے والے اخراجات اور گوداموں میں پڑی گندم کو مدنظر رکھیں تو یہ سبسڈی دے کر گوداموں کو clear کریں تاکہ آنے والی فصل کے لئے گوداموں میں جگہ بن جائے۔ یہ زمیندار کے لئے بہت بڑی favour ہو گی۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ملک صاحب! آپ wind up کریں۔ آپ اپنی تجاویز لکھ کر منسٹر صاحب کو دے دیں۔

**جناب محمد ارشد ملک:** جناب سپیکر! زیادہ نہیں ہیں صرف صفحے زیادہ نظر آ رہے ہیں۔ میری یہ گزارش ہے کہ زراعت و خوراک پر بہت اچھی debate ہوئی ہے۔ ہم نے بہت اچھی inputs دی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ امید رکھتا ہوں کہ positively ان کو دیکھا جائے، یہ نہ دیکھا جائے کہ یہ حکومتی بنچوں سے آئی ہے یا اپوزیشن کے بنچوں سے آئی ہے کیونکہ ہم سب عوام کے نمائندے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخری بات کرنا چاہتا ہوں کہ اریگیشن والا issue بھی بہت اہم ہے۔ آج یقین کریں کہ ایسی ایسی نہریں ہیں جن میں پانی بالکل نہیں آ رہا۔ زراعت اور آبپاشی کا اس طرح کا چولی دامن کا ساتھ ہے جس طرح سانس اور بندے کا ساتھ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ آبپاشی پر بحث کے لئے بھی وقت مقرر کیا جائے تاکہ ہمارے آبپاشی کے مسائل سامنے آ سکیں۔ میرے حلقہ میں 5L بھونی نہر ہے جس میں پچھلے تین سال سے پانی نہیں آیا۔ یہ پھر کہیں گے کہ دس سالہ حساب دے دیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ملک صاحب! ہم آبپاشی پر بھی عام بحث کے لئے وقت مقرر کریں گے۔

**جناب محمد ارشد ملک:** جناب سپیکر! میں ایک شعر پر اپنی بات کا اختتام کروں گا کہ۔۔۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** جی، فرمائیں!

**جناب محمد ارشد ملک:** جناب سپیکر! شعر یہ ہے کہ:

چراغ حق پرستی کسی سے گل ہو نہیں سکتا
اندھیرا جیت جائے روشنی سے ایسا ہو نہیں سکتا

بہت شکریہ

**جناب ڈپٹی سپیکر:** ماشاء اللہ۔

**وزیر پبلک پراسیکیوشن و ٹرانسپورٹ (چودھری ظہیر الدین):** جناب سپیکر! معزز ممبر نے بہت اچھی تجاویز دی ہیں۔ انہوں نے آخر میں فقرہ کہا ہے کہ یہ میری آخری بات ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو زندگی عطا فرمائے اور آئندہ بھی باتیں کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

محترمہ شاہینہ کریم: جناب سپیکر! میں ایک بات کرنا چاہتی ہوں جو بہت اہم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ شاہینہ کریم: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اسلام علیکم۔ جناب سپیکر! میں being a medical doctor زراعت کے حوالے سے جو health hazard ہیں۔ میں ان پر بات کرنا چاہتی ہوں کیونکہ ان پر بالکل بات نہیں ہوئی۔ زراعت کے حوالے سے کیمیکل کھادیں اور ادویات یا سیوریج کے پانی سے جو کاشتکاری ہوتی ہے اس سے صحت کے مسائل میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اس سے جگر، گردوں، خون اور کینسر کی بیماریاں بڑھ رہی ہیں۔ ہماری بچیوں کے لئے precocious puberty یا ان کے polycystic ovaries infertility اور مردوں کے لئے infertility and skin problems بڑھ رہے ہیں۔ ہمیں ان سارے issues کو address کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں چاہوں گی کہ ہم اس پر final suggestions بھی دیتے۔ یہاں سب لوگوں نے بہت اچھی تقاریر کی ہیں لیکن ہم اگر task oriented ہو کر چند points بھی دے دیتے کہ ہمارا task یہ ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! کل ہم نے صحت پر عام بحث رکھی ہوئی ہے۔ آپ کل اس موضوع پر مزید وضاحت میں بات کر لیں۔

محترمہ شاہینہ کریم: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وزیر زراعت wind up کریں گے۔ جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت (ملک نعمان احمد لنگڑیال): بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! کل سے آج تک اپوزیشن نے جتنی آپ کی تعریف کی ہے کہ آپ نے زراعت پر بحث رکھی۔ آج آپ اس چیز کے گواہ ہیں کہ ان کی دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ یہ چار بندے بیٹھے ہیں جن کو زراعت کی بہت فکر ہے۔ آپ اس چیز کی بھی گواہی دیں گے، یہ ہاؤس اس چیز کی گواہی دے گا اور یہاں میڈیا موجود ہے یہ اس چیز کی گواہی دے گا کہ کل جیسے سردار اویس خان لغاری نے اپنی افتتاحی تقریر کی اس میں انہوں نے دیدہ دلیری سے بتایا کہ زراعت تباہ ہو چکی ہے اور زراعت کے پلے کچھ نہیں رہا۔ انہوں نے بڑا واویلہ کیا کہ ADP میں رقم تھوڑی رکھی گئی ہے۔ مجھے بتایا جائے کہ پنجاب کے پلے انہوں نے

چھوڑا کیا ہے کہ ہم رقم زراعت اور دوسرے محکموں کے لئے رکھیں۔یہاں پر بار بار اپوزیشن کی طرف سے ذکر آیا کہ دس سال کو چھوڑ دیں، دس سال جو ہوا اسے بھول جائیں اور آگے چلیں۔

جناب سپیکر! ہم کیسے آگے چلیں گے دس سال دو تین ایکڑ کا کاشتکار پس پس کر برباد ہو گیا۔ ان لوگوں نے اس کی روزی روٹی چھین لی۔ آج یہ کہتے ہیں کہ اس کو بھول جائیں اور آگے چلیں۔ کیا وہ کاشتکار کیڑے مکوڑے ہیں، کیا ان میں جان نہیں ہے یا وہ پاکستانی نہیں ہیں؟ ہم نہیں بھول سکتے۔ ہم ان سے دس سالوں کا حساب اگلے پانچ سال لیتے رہیں گے۔

جناب سپیکر! ہمارے قائد جناب عمران خان نے 100 دن کے plan میں دیسی مرغیوں، انڈوں اور بچھڑوں کا ذکر کیا تو کیا یہ ان کی ضرورت ہے؟ یہ ضرورت غریب آدمی کی ہے جسے اس سے آمدن حاصل ہونی ہے۔ انہوں نے اس چیز کا مذاق بنایا۔ یہ مذاق دراصل ہمارے قائد کا نہیں کر رہے تھے بلکہ ان غریب لوگوں کا کر رہے تھے جن کی آواز میرے قائد نے اٹھائی تھی۔ ہمارا مزاری خاندان کے ساتھ خاندانی تعلق ہے۔ انہوں نے ایگریکلچر پر بہت سی باتیں پوائنٹ آؤٹ کیں۔ انہوں نے ریسرچ کی بات کی تو میں قبول کرتا ہوں کہ ہماری ریسرچ اس وقت بہت کمزور ہے۔ انہوں نے zoning کی بات کی ہے تو ان کو کیا پتا کہ zoning کیا ہے؟ ہم 100 دن میں zoning programme لے کر آ رہے ہیں۔ ہم نے پورے پنجاب کی zoning کرنی ہے۔ ہم نے اپنے کسانوں کو یہ چیز باور کروانی ہے کہ کون سے علاقے میں کون سی فصل کی پیداوار اور آمدن زیادہ ہو گی؟

جناب سپیکر! میرے بھائی نے سبزی کی بات کی کہ سبزی ختم ہو گئی ہے تو ہم سبزی دے رہے ہیں۔ ابھی میں آپ کو وہ باتیں بتا رہا ہوں جو کہ ان کو تکالیف ہیں ابھی جو ہماری حکومت کام کر رہی ہے اس کا جواب میں آگے دوں گا۔

جناب سپیکر! میرے ایک بھائی جناب احمد خان نے کہا کہ چھوٹے کاشتکار مر چکے ہیں اور برباد ہو چکے ہیں۔ اللہ کے بندو ان کو برباد کرنے والے کون لوگ ہیں تو وہ آپ لوگ ہی ہیں۔ آپ کا ضمیر اس وقت سویا ہوا تھا آج ہماری حکومت آئی تو آپ کا ضمیر جاگ اٹھا ہے۔ آپ ہمارے سے ایگریکلچر پر سوال کر رہے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ یہ زرعی ملک ہے۔

جناب سپیکر! دس سال میں تو یہ مواصلات و تعمیرات ملک تھا اور ایگریکلچر ملک ہی نہیں تھا۔ لوہا، بجری اور سیمنٹ یہ ان کی priorities تھیں اور آج یہ ایگریکلچر کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم تسلیم کرتے ہیں کہ inputs مہنگی ہو گئی ہیں لیکن اس میں قصور کس کا ہے؟ اگر اڑھائی تین ماہ میں ہم نے کوئی ایسا غلط کام کیا ہے جس کی وجہ سے مہنگائی ہوئی ہے جس کی وجہ سے ہمارے پیسے ضائع ہوئے ہیں تو ہم اس چیز کے دیندار ہیں لیکن یہ چیزیں تو ہمیں وراثت میں ملی ہیں ہم نے تو ان سے بکا ہوا پاکستان واپس لیا ہے۔ جس کو ہم دوبارہ اپنے پیروں پر کھڑے کرنے کی پوری کوشش کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ آپ سے وعدہ ہے کہ ہر فصل کی اوسط بڑھے گی، یہاں پر جو انہوں نے اوسط کے رونے روئے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اوسط بھی بڑھے گی۔ آپ پچھلے دو سالوں میں دیکھیں یہ آپ کی حکومت ہے کہ آپ کے ملک میں پانچ موسم بن چکے تھے اور یہ پانچواں موسم سموگ کا تھا جس میں بیماریاں، تکالیف اور پریشانیاں تھیں اس کے لئے ہماری meetings ہوئیں اور ہم نے کوشش کی جس میں محکمہ ایگریکلچر، انڈسٹری اور ٹرانسپورٹ نے پوری محنت کی تو آج آپ کے سامنے نتیجہ ہے کہ وہ پانچواں موسم ہم نے اللہ کے فضل و کرم سے کم سے کم کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر میرے سینئر بزرگ پارلیمنٹیرین چودھری محمد اقبال نے فرمایا ہے کہ implement laser leveling بہت ہی important ہے تو میں بڑے ادب سے کہتا ہوں کہ پنجاب اس وقت دنیا کے ان دو تین ممالک میں شامل ہے جس میں laser leveling سب سے زیادہ ہو رہی ہے اور وہ انشاء اللہ تعالیٰ ایگریکلچر کی وجہ سے ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر! آپ نے کل فرمایا تھا کہ ایگریکلچر کمیشن بنایا جائے تو میں نہایت ادب سے کہوں گا کہ ہمیں ایگریکلچر کمیشن کی ضرورت نہیں ہے اس کی وجہ پچھلے دور میں ہر محکمے پر ایک اتھارٹی بٹھائی گئی اور یہ ثابت کیا گیا کہ یہ محکمہ اور اس کے ملازمین نااہل ہیں لہٰذا ہم اس پر ایک اور اتھارٹی بٹھا رہے ہیں لیکن میں آپ کو یہاں پر گارنٹی دیتا ہوں کہ آپ کا محکمہ زراعت full fledge اپنی مہارت، اپنی کوشش سے انشاء اللہ تعالیٰ بدحال کسان کو خوشحال کرے گا۔

جناب سپیکر! میں اس چیز پر فخر محسوس کرتا ہوں کہ میں ایک زمیندار اور کاشتکار گھرانے سے تعلق رکھتا ہوں اور میں کاشتکاروں کی تکالیف کو بخوبی جانتا ہوں اور یہ بات بھی میں دعویٰ کے ساتھ کہتا ہوں کہ جتنے یہاں پر ممبران نے زراعت پر بات کی ہے ان میں سے ایک بھی کاشتکاری نہیں کرتا اور یہ کتابی باتیں کرتے ہیں۔ اگر ان کو غریبوں کی فکر ہوتی تو دس سال غریب کسان کیا ان کے رحم و کرم پر ہوتے؟ میرے محترم انگلی کے اشارے پر چلتے تھے جب انگلی نیچے ہوتی تھی یہ بیٹھ جاتے تھے ان کی اخلاقی جرأت نہیں تھی کہ یہ بات کریں۔

**جناب مناظر حسین رانجھا:** جناب سپیکر! مجھے ان کی بات کا جواب دینے دیں۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ ان کے بعد بات کر لیں۔

**وزیر زراعت (ملک نعمان احمد لنگڑیال):** جناب سپیکر! یہ آج ہمیں بتا رہے ہیں کہ ایگریکلچر کیا ہے؟ ہمیں ان کے مشورے اور تجاویز نہیں چاہئیں۔ ان کی تجاویز ہم نے دس سالوں میں دیکھ لی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

**جناب محمد وارث شاد:** جناب سپیکر! کل سے ہم کوئی تجاویز نہیں دیں گے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آرڈر پلیز۔ منسٹر صاحب! ماضی میں جو ہو گیا وہ ہو گیا للہذا اب آپ اپنی future policies پر focus کریں۔

**جناب محمد ارشد ملک:** جناب سپیکر! اس debate کا مقصد کیا ہے؟

**وزیر زراعت (ملک نعمان احمد لنگڑیال):** جناب سپیکر! ان میں برداشت کرنے کا حوصلہ نہیں ہے۔ یہ یہی کام کرتے آئے ہیں اور یہی کرتے رہیں گے۔ ہم اپنے 100 روزہ پلان میں market committees میں اصلاحات لے کر آ رہے ہیں۔ (شور وغل)

**جناب ڈپٹی سپیکر:** آپ تمام ممبران تشریف رکھیں۔ میں بات کرتا ہوں۔ منسٹر صاحب! Past میں جو ہو گیا وہ ہو گیا للہذا اب آپ اپنی future کی policies پر focus کریں۔

**وزیر زراعت (ملک نعمان احمد لنگڑیال):** جناب سپیکر! ہم market committees پر ایک نیا ایکٹ لے کر آ رہے ہیں اس سے ان کی حالت کو restructuring کریں گے۔

**جناب ڈپٹی سپیکر:** معزز ممبران میں نے منسٹر صاحب کو direction دے دی ہے کہ آپ اپنی future policies پر focus کریں۔ شکریہ

**وزیر زراعت (ملک نعمان احمد لنگڑیال):** جناب سپیکر! ہم market committees کی حالت کو بدلنے لگے ہیں ان کے لئے نیا infrastructure اور نیا ایکٹ لے کر آ رہے ہیں۔ 1978 سے جو ہمارا ایکٹ چلا آ رہا ہے اسے ہم ختم کر کے نیا اور جدید ایکٹ موجودہ دور کے مطابق انشاء اللہ تعالیٰ اس ہاؤس میں پیش کریں گے۔ ہم جس کو یہ چھوٹا کاشتکار کہتے ہیں اس چھوٹے کاشتکار کو ہم interest free loan دے رہے ہیں جس کا interest گورنمنٹ آف پنجاب برداشت کرے گی۔ اس کے بعد کپاس کی بات کی گئی ایک بہت اہم کیڑا ہے جو کپاس کو تباہ کرتا ہے جس کا نام pink

bollworm ہے جسے گلابی سنڈی کہتے ہیں۔اس کیڑے کی روک تھام کے لئے اللہ کے فضل وکرم سے ہم نتیجے پر پہنچے ہیں۔کپاس کی فصل کے لئے PB ropes ہوتے ہیں جو ہم نے جاپان سے امپورٹ کرنے ہیں اور اس دفعہ ہم وہ introduce کر رہے ہیں جس سے ہماری کپاس کی فصل کی اوسط میں بہت بہتری آئے گی اور بیماری بھی ختم ہوگی۔

جناب سپیکر! میں آپ اور ہاؤس کے گوش گزار کروں گا کہ ہم آئل سیڈ پر پانچ ہزار روپے فی ایکڑ سبسڈی دے رہے ہیں۔سورج مکھی اور کنولا ہمارا جو edible oil کا 4 بلین امپورٹ ہے اس کو کم کرنے کے لئے سپورٹ پرائس introduce کر رہے ہیں جس سے ہمارے آئل سیڈ میں بہتری آئے گی تاکہ ہمیں امپورٹ کی ضرورت کم ہو۔اس کے بعد ہم اپنے چھوٹے کاشتکاروں کے لئے ڈی اے پی اور پوٹاش پر سبسڈی دے رہے ہیں اور بیگ کے اندر باقاعدہ vouchers ہوں گے جس کو scratch کرکے ہمارا کسان ڈی اے پی کھاد پر 500 روپے واپس لے گا۔یہاں واٹر کورسز کی بات کی گئی ہے تو ہم نے پالیسی میں تبدیلی لائی ہے۔پہلے واٹر کورسز کی جو outlet سے لے کر length ہوتی تھی اسے 30 فیصد facilitate کرتے تھے اس دفعہ اسے ہم نے 50 فیصد کر دیا ہے۔جو واٹر کورسز out of date ہو چکے ہیں اُن کو demolish کرکے نئے واٹر کورسز کے لئے بھی سکیم introduce کر رہے ہیں۔اس کے بعد sprinklers کی بات کی گئی تو ہم نے اس کو بھی اپنی priorities میں رکھا ہے اور ہمارے وہ علاقہ جات جہاں پر پانی کی کمی ہے وہاں پر ہم انشاء اللہ تعالیٰ یہ sprinklers install کرکے اپنے farmers کو فائدہ دیں گے۔Drip irrigation میں بھی ہماری سبسڈی ہے جس میں ہم سولر ٹیوب ویل بھی دیں گے۔یہ وہ subsidies ہیں جن کے بارے میں یہ کہہ رہے تھے کہ کچھ ہوا بھی نہیں اور انہوں نے کچھ کرنا بھی نہیں۔

جناب سپیکر! آپ دیکھتے ہیں کہ climate change کا بہت بڑا issue ہے۔ہماری فصلوں پر climate change کا بہت بڑا اثر پڑ رہا ہے جس کے لئے ہم نے اپنے کسانوں کے لئے انشورنس پالیسی introduce کی ہے جس میں premium گورنمنٹ دے گی اور insured کسان ہوگا۔اس پر ہمارے کسانوں کو انشاء اللہ بہت فائدہ ہوگا۔اس کے علاوہ zoning پر ہمارا full-fledge focus ہے۔ہم پنجاب کی zoning کر رہے ہیں جس سے آپ کو یہ پتا ہوگا کہ اس علاقے میں climate کے حساب سے کون سی فصل اچھی بیجی جا سکتی ہے اور yield اچھی آ سکتی ہے اس حوالے سے ہم اپنے کسانوں کو motivate کریں گے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد سموگ کے متعلق میں نے بتایا کہ ہمارے کاشتکار جو چاول کی پیداوار لیتے ہیں وہ آخر پر ہارویسٹر سے کاٹ کر وہاں آگ لگا دیتے ہیں۔ ان کاشتکاروں کے لئے ہم rice choppers کی سبسڈی لے کر آرہے ہیں جس سے ان کی زمین کی fertility بھی بڑھے گی اور آگ کی وجہ سے موسم پر بھی اثر نہیں ہوگا۔ اس کے بعد ہماری بہت بڑی contribution یہ ہے کہ ہم آئل سیڈ پر بہت focus کر رہے ہیں۔ Olive oil کے درختوں پر کام کیا ہے اور اس سال انشاء اللہ تعالیٰ ہم ڈیڑھ لاکھ کے قریب olive oil کے درخت لگائیں گے جو بہت بڑا source of income ہوگا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہم elect ہو کر اور یہ نعرہ لگا کر آئے ہیں کہ ہم نے چھوٹے کاشتکار کو خوشحال اور اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کرنا ہے لہٰذا ہم اپنے اس نعرے اور اس سوچ سے کیسے مکر سکتے ہیں۔ مجھے اپنے وزیراعظم، وزیراعلیٰ اور اپنی پارٹی پر فخر ہے کہ ہم دن رات محنت کر رہے ہیں۔ اگر ہم اپنے کسان بھائیوں کے لئے ان پانچ سالوں میں کچھ نہ کر سکے تو ہم کھلے دل سے face کریں گے۔ ہم اُن کے گھر جا کر معافی مانگیں گے لیکن یہ الزام نہیں دیں گے کہ پچھلی حکومت نے کیا کیا ہے؟ آپ کا بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ منسٹر صاحب! میرے نوٹس میں آیا ہے کہ کل سے farmers نے لاہور شہر کے باہر strike کیا ہوا ہے تو کیا یہ بات آپ کے نوٹس میں ہے؟

وزیر زراعت (ملک نعمان احمد لنگڑیال): جناب سپیکر! وہ کسان اتحاد والے احتجاج کر رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا آپ خود گئے ہیں؟

وزیر زراعت (ملک نعمان احمد لنگڑیال): جناب سپیکر! میں اور وزیر خوراک خود گئے ہیں۔ ہماری settlement ہو چکی ہے اور پانچ بجے ہماری میٹنگ ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہماری شوگر ملیں سوموار تک چل پڑیں گی اور ہم کسانوں کو مطمئن کر کے ان کے مطالبات مانیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

**MR DEPUTY SPEAKER:** That's good. Minister for food!

وزیر خوراک (جناب سمیع اللہ چودھری): جناب سپیکر! بہت شکریہ

تلاشِ حق میں نکل پڑے ہیں گرچہ زادِ راہ نہیں ہے
مگر فتح ہماری ہوگی کہ ہم کو لٹنے کا ڈر نہیں ہے

جناب سپیکر! آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ تحریک انصاف کو جب حکومت ملی تو یہ قرضوں میں جکڑی ہوئی تھی اور خزانہ خالی تھا لیکن میں لمبی بحث میں پڑے بغیر اتنا عرض کرنا چاہوں گا کہ کاشتکار کے دکھ کو جس طرح سے اپوزیشن نے یہاں بیان کیا، ان کاشتکاروں کی زبوں حالی کا رونا رویا تو کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر یہ positive ہوتے تو آج جیسے ہم اس کا حل نکالنے جا رہے ہیں وہ یہاں ہمارے ساتھ بیٹھ کر حل نکالتے۔ جو بات منسٹر صاحب نے کی ہے میں اُس پر نہیں جانا چاہتا اور میری اپنی رائے یہ ہے کہ جو اچھی تجاویز ہیں میں اُن کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ یہ ہاؤس کسی ایک وزیر کا نہیں بلکہ ہم سب کا ہاؤس ہے اس لئے میں اور آپ سب تمام سٹیک ہولڈرز کے ساتھ مل بیٹھ کر پالیسیاں مرتب کریں گے، ہم ماضی کا ازالہ کریں گے، مستقبل کو روشن کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنی منزل پر پہنچ کر دم لیں گے۔ یہاں بہت سارے معزز ممبران نے بات کی ہے لیکن مجھے دکھ صرف یہ ہے کہ کم از کم اُن معزز پارلیمنٹیرین کو بات نہیں کرنی چاہئے تھی جن کو تاریخ میں موقع ملا اور جن کے پاس اختیارات تھے پھر بھی حالات کو تبدیل نہ کر سکے۔

جناب سپیکر! مجھے دکھ ہوا جب سردار اویس لغاری کاشتکاری کی زبوں حالی کا رونا رو رہے تھے حالانکہ ان کے پاس اقتدار رہا، ایوانِ اقتدار اُن کے ہاتھ میں رہا اور بڑے عرصے تک ایوان میں فائز رہے۔ وہ خود بھی پارلیمنٹ کے ممبر رہے لیکن انہوں نے کاشتکار کے لئے کچھ کیا اور نہ ہی اپنے علاقے کے لئے کچھ کیا۔ مجھے وہاں جانے کا اتفاق ہوا بلکہ اُن کے راستے میں چل کر جانے کا اتفاق ہوا جہاں یہ رہتے ہیں تو یقین کیجئے وہاں راستے درست ہیں، کاشتکار کی حالت بہتر ہے اور نہ ہی حالت بہتر کرنے کے لئے کوئی اقدام کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہاں پر معزز ممبر ملک محمد احمد خان نے اچھی بات کی اور کہا کہ ایگریکلچر کمیشن کا قیام ہونا چاہئے تو بالکل اس کا قیام ہونا چاہئے۔ اسی طرح ہمارے معزز منسٹر چودھری ظہیر الدین نے بڑی اچھی بات کی اور فرمایا کہ 52 فیصد کاشتکار ایسے ہیں جو پانچ ایکڑ سے کم زرعی اراضی کے مالک ہیں اور اصل میں توجہ کے حقدار ہی وہی لوگ ہیں۔ 52 فیصد کاشتکار کمیونٹی کو ہی ہم نے focus کرنا ہے اور انہی کو ہی ہم انشاء اللہ تعالیٰ focus کریں گے۔ آج ہم جو رونا رو رہے ہیں، کاشتکار جو آج گنّے کی فروخت پر strike کر کے بیٹھے ہوئے ہیں اور شوگر ملز والے جو ان کا گنّا خرید نہیں رہے یہ عذاب بھی ہمیں ماضی سے ملا ہے اور ورثے میں ہمیں وہ عذاب ملے ہیں جو ہمیں بھگتنے پڑ رہے ہیں۔ یہ سبسڈی جو کہ ماضی کی تھی جو انہوں نے ادا کرنی تھی جو اس وقت کی حکومت

کی liability تھی اور شوگر ملز والوں کو دینی تھی لیکن وہ 16۔ارب روپے انہوں نے نہیں دیئے جو کہ اب ہمارے گلے fix ہوا ہے اور ہم انہیں ادا کرنے جا رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ

جناب سپیکر! ابھی آج دن میں بھی ہم نے meetings کی ہیں اور شوگر ملز ایسوسی ایشن کو بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ کاشتکار کے استحصال نہ ہونے کی جنگ ہے اور ہم نے تہیہ کیا ہے کہ کاشتکار کو گنّے کی طے شدہ قیمت کے مطابق پیسے دلوائیں گے۔ یہ اقتدار آنی جانی چیز ہے۔ آج ہم ہیں تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ذمہ اداری ہمارے کندھوں پر ڈالی ہے کہ ہم اپنے غریب عوام کے حقوق کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم نے یہ طے کر لیا ہے کہ ہم نے کاشتکار کے ساتھ بد دیانتی نہیں ہونے دینی۔ ان کے گنّے کی قیمت پوری دلوانی ہے جو کہ 180 روپے فی من ہے اور اس کے اوپر کوئی compromise نہیں۔ ہم خود نکلیں گے، ہمارے دوست، ہمارے colleagues اور ہمارے وزراء جناب عمران خان کے وژن کے مطابق نکلیں گے۔ ہم شوگر ملوں میں جا کر اوزان کو چیک کریں گے۔ ہم وہاں پر بیٹھے ہوئے کٹوتی مافیا کے ساتھ لڑیں گے اور لڑنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر! میں ایک بات یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ مجھے خوشی ہے اس آدمی پر جس نے ماضی میں سپریم کورٹ میں کھڑے ہو کر کہا کہ چیف جسٹس صاحب! میں وہ آدمی ہوں جس نے گنّے کے کاشتکاروں کو 180 روپے فی من جو طے ہوا تھا، ایک ایک کاشتکار کو 180 روپے فی من کے حساب سے پیسے دیئے ہیں اور وہ کاشتکار تحریک انصاف کا ایک سپاہی جہانگیر ترین ہے۔ اس کے علاوہ کسی میں جرأت نہ ہوئی۔ بہت زیادہ لمبی طویل فہرست ہے کہ کن لوگوں کی شوگر ملیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتا لیکن ہمیں یہ ذمہ داری دی گئی ہے کہ ہم کاشتکار کی فصل اور اس کی محنت کا تحفظ کریں تو اس کے لئے میں یہ خوشخبری دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے 180 روپے فی من جو rate ہے، شوگر ملز مالکان نے بڑی کوشش کی کہ کسی طرح گنّے کا rate کم ہو لیکن ہم نے rate کم نہیں ہونے دیا۔ 180 روپے rate طے ہوا اور یہ انشاء اللہ 180 روپے فی من ہی گنّے کا rate دلوائیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ان کے کنڈوں کے اوپر جو جو ناانصافیاں ماضی میں ہوتی رہیں، ایک ٹیلیفون call کے اوپر لوگوں کو واپس بلوایا جاتا رہا، انڈسٹریز ڈیپارٹمنٹ کے لوگوں کو اور سپیشل برانچ کے لوگوں کو کہا جاتا تھا کہ ملوں کے اندر لگے ہوئے کنڈوں کے اوپر سے بندے واپس بلوالیں لیکن اب لوگ واپس نہیں آئیں گے اور لوگ وہاں پر کھڑے ہو کر ان کے گنّے کے

وزن کو ensure کروائیں گے اور جس نے بد دیانتی کی اس کے خلاف قانون حرکت میں آئے گا چاہے کوئی کتنا بڑا آدمی ہے چاہے کوئی کتنا چھوٹا آدمی ہے۔

جناب سپیکر! میں اس کو focus کرتے ہوئے کہوں گا کہ ابھی تو ہمیں موقع ملا ہے اور یہ گنّے کی پہلی فصل تیار ہوئی ہے جس پر ہم اپنا کردار ادا کریں گے لیکن اس کے بعد گندم کی فصل آئے گی۔ یہ پہلی فصل ہے جب سے تحریک انصاف کی حکومت اقتدار میں آئی ہے۔ میرے قائد نے ایک بات کہی ہے کہ ہم نے دیانت داری اور محنت کے ساتھ کام کرنا ہے اور میں نے شعوری طور پر عمران خان کو اپنا قائد بھی اس لئے تسلیم کیا کہ عمران خان ایک سچا، دیانت دار اور محنتی راہنما ہے۔

جناب چیئرمین! ہم نے adulteration پر یعنی ملاوٹ پر zero level policy رکھی ہے کہ tolerance level اس کے اوپر صفر رکھنا ہے۔ ہم نے آج کے دن تک، میں یہ بتاتے ہوئے خوشی محسوس کر رہا ہوں کہ میرے اپنے بھانجے کا یونٹ seal ہوا تو میں نے ایک سفارش نہیں کی بلکہ کہا کہ قانون کے مطابق اس کے ساتھ سلوک کریں۔ میرے کزن کے داماد کا یونٹ seal ہوا تو اس کے اوپر بھی میری یہی ہدایت تھی۔ Adulteration کے اوپر اور ملاوٹ کے اوپر کوئی معافی نہیں اور ہماری جنگ food terrorists کے ساتھ ہے جو لوگوں کی زندگیوں کے ساتھ کھیل رہے ہیں۔ ہم نے یہ تہیہ کر لیا ہے کہ اس پنجاب میں ملاوٹ مافیا رہے گا یا ہم رہیں گے۔ ہم نے ان 100 دنوں میں 32 لاکھ یعنی 3.2 ملین گندے انڈے جو بیکریوں کی اشیاء میں یا کسی بھی صورت میں ہم لوگوں نے کھانے تھے، ہم نے ان کو پکڑا اور تلف کروایا۔ ہم نے ان 100 دنوں میں 44 کروڑ روپے کی خطیر رقم جرمانوں کی مد میں اکٹھی کی۔

جناب سپیکر! ہم نے awareness programme چلائے اور مجھے یہ بات کہتے ہوئے خوشی محسوس ہو رہی ہے کہ اگر دو سال پنجاب فوڈ اتھارٹی کو کام کرنے کا موقع ملا صرف دو سال تو فوڈ اتھارٹی انشاء اللہ یہاں پر اتنے معیاری SOPs اور اعلیٰ standard کا معیار قائم کرے گی کہ آپ دو سال بعد یورپین ممالک اور امریکہ میں اپنے کھانے ایکسپورٹ کر سکیں گے۔ یہ چاہنے کے باوجود بھی آپ کوئی عذر تلاش نہیں کر سکیں گے تو معیار کی صورت یہ جا رہی ہے اور ہماری direction اس سمت میں ہے اور ہم آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہم نے ملاوٹ مافیا کے ساتھ اور substandard چیزیں فروخت کرنے والوں کے ساتھ کوئی رعائت نہیں کرنی۔ یہ اقتدار ہے جو کہ رہے نہ رہے اور جب تک ہے انشاء اللہ تعالیٰ محنت کے ساتھ، دیانتداری کے ساتھ حکومت کی رٹ کو منوانا ہے۔

جناب سپیکر! گندے پانی کے ساتھ سبزیاں اگائی جارہی تھیں ہم نے سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں ایکڑ رقبہ پر گندے پانی کی سبزیاں تلف کروائی ہیں اور آئندہ بھی ایسے ہی ہوگا۔انہیں وارننگ دے دی ہے کہ آپ بہتر اور صاف پانی استعمال کریں اور اگر دوبارہ آپ نے گندے اور سیوریج کے پانی کے ساتھ سبزیاں اگائیں تو آپ کو کاشتکاری نہیں کرنے دی جائے گی۔ ان کے خلاف ایف آئی آرز بھی درج کروائیں گے۔ابھی ہم نے ان کو awareness دی ہے۔ہم لگے ہوئے ہیں اور اس سمت میں کام کر رہے ہیں اور میرا مشن ہے کہ ہم نے ہسپتالوں میں عوام کی تعداد کم کرنی ہے۔ ہم نے معیاری اور بہتر اشیاء فراہم کر کے یہ ثابت کرنا ہے کہ وزیراعظم جناب عمران خان اور وزیراعلیٰ جناب عثمان احمد خان بُزدار چاہتے ہیں کہ اس صوبے میں بہتر اور معیاری خوراک عوام کو فراہم کی جائے۔

جناب سپیکر! ہوٹلوں میں دن رات raids ہو رہے ہیں اور ہم لوگ انہیں چیک کر رہے ہیں۔ ایک لاکھ 7 ہزار 200 کے قریب ہم نے چیکنگ کی ہیں اور تقریباً ڈیڑھ لاکھ notices serve کئے ہیں۔ ہم نے ان 100 دنوں میں یہ humanly possible نہیں ہے لیکن ہم محنت کر رہے ہیں۔ ہم نے جعلی منرل واٹر بنانے والی کمپنیوں کے خلاف کریک ڈاؤن کیا ہوا ہے اور کوئی compromise نہیں ہے۔یقین کیجئے یہ مقدس جگہ ہے جہاں پر میں کھڑے ہو کر بات کر رہا ہوں کہ ملاوٹ مافیا کے خلاف اور substandard چیزیں دینے والوں کے خلاف کوئی compromise نہیں ہے اور جو اپنی چالاکی کے ساتھ بچ گیا تو وہ زیادہ عرصہ تک نہیں بچ سکے گا۔ یہ قانون حرکت میں آئے گا اور وہ لوگ قانون کی گرفت سے نہیں بچ سکیں گے۔

جناب سپیکر! میں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ جس نے ان چیزوں سے باز نہیں آنا وہ کم از کم پنجاب چھوڑ دے۔ پنجاب صوبہ ان لوگوں کے رہنے کے لئے نہیں ہے۔ شکریہ

**MR DEPUTY SPEAKER**: The House is adjourn to meet on 7th December 2018 at 9:00 am.